جلد 26 شمارہ 2 ماہ فروری 2024ء رجب / شعبان 1445ھ

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

صداقت

اللہ

محبت

سِلسلہ عالیہ توحیدیہ

ہے عرش بھی نیچا جو ہو پرواز مسلسل

ماہنامہ

فلاحِ آدمیت

سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا تعارف اور اغراض و مقاصد

- سلسلہ عالیہ توحیدیہ ایک روحانی تحریک ہے جس کا مقصد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق خالص توحید، اتباع رسول، کثرت ذکر مکارم اخلاق اور خدمت خلق پر مشتمل حقیقی اسلامی تصوف کی تعلیم کو فروغ دینا ہے۔
- کشف و کرامات کی بجائے اللہ تعالیٰ کے قرب و عرفان اور اس کی رضا و لقاء کے حصول کو مقصود حیات بنانے کا ذوق بیدار کرنا ہے۔
- حضور ﷺ کے اصحاب کی پیروی میں تمام فرائض منصبی اور حقوق العباد ادا کرتے ہوئے روحانی کمالات حاصل کرنے کے طریقہ کی ترویج ہے۔
- موجودہ زمانے کی مشغول زندگی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر اور سہل العمل اوراد واذکار کی تلقین۔
- غصہ اور نفرت، حسد و بغض، تجسّس و غیبت اور ہوا و ہوس جیسی برائیوں کو ترک کر کے قطع ماسواء اللہ، تسلیم و رضا عالمگیر محبّت اور صداقت اختیار کرنے کو ریاضت اور مجاہدے کی بنیاد بنانا ہے۔
- فرقہ واریت، مسلکی اختلافات اور لا حاصل بحثوں سے نجات دلانا۔ تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی اہمیت کا احساس پیدا کر کے اپنی ذات، اہل و عیال اور احباب کی اصلاح کی فکر بیدار کرنا ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی رضا اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور ملت اسلامیہ کی بہتری کی نیت سے دعوت الی اللہ اور اصلاح و خدمت کے کام کو آگے بڑھانا اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں میں قلبی فیض کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی محبّت بیدار کرنا اور روحانی توجہ سے ان کے اخلاق کی اصلاح کرنا ہے۔

ماہنامہ

فلاحِ آدمیت

گوجرانوالہ

عالمگیر محبت اور بنی نوع انسان کی اصلاح و فلاح کا علمبردار

بیاد
خواجہ عبدالحکیم انصاری رح
بانی سلسلہ

محمد صدیق ڈار رح
بانی مجلّہ فلاح آدمیت

نگران و سرپرست اعلیٰ: جناب محمد یعقوب توحیدی شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ
0344-9000042

مجلس ادارت

مدیر: سید محمد عبداللہ بخاری 0301-7705388

معاون مدیر: شہزاد محمود بخاری 0301-7430525

نائب مدیر: سید رحمت اللہ شاہ 0333-4552212

شفیق احمد، وحید احمد، پیر خان
حافظ محمد یٰسین، عبدالقیوم ہاشمی
خالد محمود بخاری
ماجد محمود توحیدی

ترسیل: فہد محمود، محمد ریاض

شیخ سلسلہ و مدیر سے رابطہ

مرکز تعمیر ملت (ڈاکخانہ سیکنڈری بورڈ) وحید کالونی کوٹ شاہاں گوجرانوالہ

info@tauheediyah.com :ای میل Ph: 055-3411030

Website www.tauheediyah.com

پبلشر عامر رشید انصاری نے معراج دین پرنٹرز مچھلی منڈی لاہور سے چھپوا کر مرکز تعمیر ملت، جی ٹی روڈ گوجرانوالہ سے شائع کیا

قیمت شمارہ -/30 روپے ✿✿✿ سالانہ فنڈ -/300 روپے

اس شمارے میں

پیامِ قرآن

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ۔ (سورۃ الاعراف ۷۔ آیت ۵۵)

رب کو پکارو گڑگڑا کر اور آہستہ سے۔ بے شک وہ حد سے گزرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفاً وَطَمَعاً إِنَّ رَحْمَتَ اللّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ۔ (سورۃ الاعراف ۷۔ آیت ۵۶)

اور فساد نہ مچاؤ زمین میں اس کی اصلاح کے بعد، اور اسے پکارو ڈرتے اور امید رکھتے ہوئے، بے شک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکی کرنے والوں کے۔

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعاً وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالآصَالِ وَلاَ تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ۔ (سورۃ الاعراف ۷۔ آیت ۲۰۵)

اپنے رب کو صبح وشام یاد کیا کرو، دل ہی دل میں، زاری اور خوف کیساتھ اور زبان سے آواز نکالے بغیر۔ تم ان لوگوں میں نہ ہو جاؤ جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَاناً وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ۔ (سورۃ الانفال ۸۔ آیت ۲)

سچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں تو ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسا کریں۔

فرمانِ نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔

(کتاب الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے انبیاء کو نہیں دی گئی تھیں ۔(۱) ایک مہینے کی راہ سے میرا رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ۔(۲) میرے لئے تمام زمین میں نماز پڑھنے اور پاکی حاصل کرنے کی اجازت ہے۔اس لئے میری امت کے جس آدمی کی نماز کا وقت (جہاں بھی) آجائے اسے (وہیں) نماز پڑھ لینی چاہیے۔ (۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا ۔(۴) پہلے انبیاء خاص اپنی قوموں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے ۔لیکن مجھے دنیا کے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے ۔(۵) مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔

(کتاب الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہیں ہیں ۔آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ میرے اوران کے درمیان کچھ ناگواری پیش آ گئی ہے اور وہ مجھ پر خفا ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا ہے ۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کو تلاش کرو کہ وہ کہاں ہیں؟ وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے، چادر آپ کے پہلو سے گر گئی تھی اور جسم پر مٹی لگ گئی تھی ۔رسول اللہ ﷺ جسم سے دھول جھاڑ رہے تھے اور فرمارہے تھے: اٹھو ابوتراب ،اٹھو۔

(کتاب الصلوٰۃ، صحیح بخاری)

ندائے عارف

(فرمودات شیخ سلسلہ عالیہ توحیدیہ قبلہ محمد یعقوب صاحب توحیدی مدظلہٗ)

(ماجد محمود توحیدی)

☆ ایک بھائی کو شادی کی مبارکباد دی اور فرمایا:

آپ سلسلہ توحیدیہ کے غیر تحریری دستور کے مطابق حلقہ ذکر سے ایک مہینے کی چھٹی کر سکتے ہیں۔ بس بچو۔ اپنی زندگی پیار سے گزارنا تا کہ Enjoy کرو۔ کسی قسم کی Tension کا موقع ہی نہ دینا۔ خود اپنے طور سے کوشش کرنا کہ ٹینشن Create نہ ہو۔ یہی توحیدیوں کا Role ہے کہ وہ ٹینشن Create نہیں ہونے دیتے۔ انسان ہیں اگر کہیں اونچ نیچ ہو جاتی ہے تو فوراً ٹینشن کو Release کرتا ہے۔ گپ شپ لگا کے، کوئی ہنسی کی بات کر کے، تا کہ پیار سے وقت گزارو، یہ چار دن کی زندگی ہے یہ ہنستے کھیلتے ہی گزر جائے، پتا ہی نہ چلے۔ یہی اچھا ہے۔ یہی کامیابی ہے۔ اللہ آپ کو کامیاب کرے۔ اللہ آپ کو صحت اور تندرستی سے نوازے اور اللہ آپ کو پیار اور محبت کی زندگی عطا فرمائے۔ مزے کرو۔

بابا جی (انصاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) نے جو ازدواجی زندگی کے بارے میں لکھا ہے اسے بار بار پڑھ لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ ان شاءاللہ، اللہ تعالیٰ ہر طرح کی کامیابی نصیب کرے گا۔ ہمارے لئے تو بابا جی نے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا یار،

سارا کچھ لکھ کے رکھ دیا ہے۔اس میں آپ کی ذمہ داریاں تقریباً زیادہ ہیں۔باباجیؒ نے آئندہ کی زندگی کوٹھیک کرنے کے لئے یہ شروع کی زندگی کی ساری ذمہ داری آپ پر ڈالی ہے،وہ پڑھ لینا اور جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر خدانخواستہ کوئی ایسی تھوڑی بہت بات Tensionوالی آجائے تو اسے فوراً ختم کرنا۔اپنی طرف سے Initiative لینا اور اس ٹینشن کوختم کرنا۔تعمیر ملت میں باباجیؒ کا جو اس پر شادی والاChapter ہے وہ پڑھ لینا۔یہ بچوزندگی کی ABC ہے یہاں سے آپ کامیابی سے چلےتو پوری زندگی ان شاء اللہ فراٹے مارتی جائے گی۔آپ کو پتا ہی نہیں ہوگا کہ کیا ہورہا ہے کیا نہیں ہورہا، پیار سے وقت گزرے گا۔اس لئے ساری Attention (توجہ)اس وقت کودیں اوراس وقت کو صحیح کرلیں۔اللہ آپ کو ہمت دے۔

☆ ایک بزرگ بھائی کی بیماری اور تکلیف کی خبر پر فرمایا:

اس کی تکلیف اسی کی ہمت سے ہی کم ہو گی۔دوائیاں بھی آج کل اثر کم کرتی ہیں۔اس کی ہمت سے اس کی تکلیفیں بھی کم ہوں گی اور آپ لوگوں کو بھی وہ کچھ نہیں کہیں گے کہ میں بیمار ہوں،بڑا حوصلہ ہے ان کا۔اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے،اللہ تعالیٰ ان کی تکلیفیں دور فرمائے۔

میرے گھٹنوں میں درد تھا۔میں پی آئی اے کے ڈاکٹر کے پاس گیا۔اس نے مجھے دوائی دے دی۔جب تک میں دوائی کھاتا رہا،میرے گھٹنے ٹھیک رہے۔میں نے آٹھ دس دن دوائی چھوڑی،نہیں کھائی تو تکلیف پھر ہوگئی۔اب میں پھر ڈاکٹر کے پاس گیا۔ڈاکٹر مجھے گھٹنوں کی دوائی دینے لگا تو میں نے کہا:یہ کس چیز کے لئے ہے؟ کہنے لگا:گھٹنوں

کے لئے ہے۔میں نے کہا: یہ بیماری کی دوا ہے، بڑھاپے کی دوائی نہیں ہے۔آپ مجھے مت دیں، میں یہ نہیں کھاتا۔ یہ بیماری ہے ہی نہیں تو اس کا علاج میں کیا کروں؟ اسے رہنے دو۔آپ بڑھاپے کا علاج نہیں کرسکتے، میں یہ نہیں کھاتا۔

اس موقع پر بھی آپ کے گھٹنوں میں درد تھا تو محفل میں شریک ایک بھائی نے کہا کہ باباجان آپ مجھے اجازت دیں میں آجاتا ہوں۔میرے پاس اس کا علاج ہے، میں وہ آکے کرتا ہوں۔اس پر قبلہ باباجان فرمانے لگے:

یہ تو بس آپ لوگوں کی حاضری کی دیر ہے، مجھے تو دس سال ہو گئے ہیں، میں حاضر خدمت ہوں۔

اسی بھائی نے کہا کہ یہ تو آپ کی اجازت سے ہے،آپ اجازت دیں تو میں آؤں۔اس پر فرمایا: آپ تشریف لے آئیں، جب مرضی آئیں۔اللہ کے رحم وکرم سے میں حاضر ہوں گا ان شاءاللہ۔

☆ محفل میں مزاح کا ماحول تھا تو اس میں یہ بات سنائی:

ایک کنونشن تھا۔اُس دفعہ ہر چیز میں آلو ضرور تھے۔آلو گوشت، آلو قیمہ، آلو یہ اور آلو وہ۔ بابا جی ڈار صاحب رحمۃ اللہ علیہ صبح صبح وہاں گئے اور بشیر بٹ صاحب (المعروف وزیر خوراک) کو کہتے ہیں کہ بٹ صاحب مجھے یہ بتائیں کہ کیا چائے میں آلو نہیں پڑ سکتے؟ وہ بغیر آلوؤں کے ہے۔باباجی کبھی کبھی ایسی بات کر لیتے تھے۔

☆ ایک بھائی کی بات ہوئی تو اس پر فرمایا:

اس سے کہو کہ حلقہ فنڈ با قاعدہ دیا کرو۔ اس کے مالی حالات پہلے سے کئی گنا بہتر ہیں۔ اس کے ذمے جو قرضہ تھا وہ تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ وہ اسی کے پیچھے چلے ہوئے تھے۔ ان پر جو قرضہ تھا وہ ختم ہو گیا ہے۔ اب اس کا پیچھا کرو اور اسے کہو کہ شرافت سے حلقہ فنڈ دو اور حلقے میں آیا کرو۔ تم جو مرضی آئے کام کرو، یہ تمہاری حکومت نہیں ہے کہ جہاں مرضی ہے چلے جاؤ، حلقے میں آیا کرو۔ یہ کیا بات ہوئی۔ تم جہاں مرضی ہو حلقے میں آنا ہے۔ پورا سال ہو گیا ہے حلقے میں تم نہیں آتے ہو، پھر تم کہاں کے توحیدی ہو؟ یہ آپ لوگوں کا بھی قصور ہے۔ آپ ایسے آدمی کو کیوں بیعت کراتے ہیں جو ریگولر نہ ہو۔ انہیں پہلے صحیح کر کے پھر بیعت کراتے ہوتے ہیں۔

☆ جس جگہ اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ جگہ اوپر سے ایسے چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ آپ لوگ خوش قسمت ہیں کہ ایسی جگہ پر ہفتے میں ایک دفعہ تو چلے جاتے ہو۔ یہ آپ سب پر اللہ کا احسان ہے۔ اور وہ فرشتے بھی ایسی محفل Attend کرنے کی کوشش کرتے ہیں، پھر جا کے اللہ میاں کو رپورٹ بھی دیتے ہیں۔ یہ بڑی خوش قسمتی کی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کے نصیب میں لکھی ہوئی ہیں۔ ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

☆ مفتی کہتا ہے کہ میں وہاں کعبے میں گیا تو کوٹھے کے کونے میں اللہ میاں بیٹھا ہوا تھا تو اس کے ساتھ میں نے باتیں کرنا شروع کر دیں۔ مفتی ایسے کوٹھے پر بیٹھے ہوئے باتیں کر سکتا ہے تو آپ توحیدی ہیں، آپ باتیں نہیں کر سکتے؟ آپ سامنے رکھ کے

باتیں کریں ناں۔ بڑا پیار آئے گا اور بڑی اچھی باتیں ہیں، آپ بالکل کر سکتے ہیں۔ سامنے رکھ کے بات کریں۔ اس کی تو بات ہی اور ہے۔ دوستی جو ٹھہری۔ ایک طرف تو آپ دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر دوستی نبھائیں۔ سامنے رکھ کے دوستوں کی طرح بات کریں جیسے ایک بندہ دوسرے سے بات کر رہا ہوتا ہے۔ ایسے اللہ میاں سے بات کریں، اللہ میاں آپ کو جواب دے گا۔

☆ اللہ آپ کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے اور اپنی یاد سے نوازے۔ جو وقت ملے، جتنا فارغ ملے، میں کہتا ہوں کہ کوشش کریں جو خالی وقت ہو وہ اللہ کی یاد کو دے دو۔ بابا جی ڈار صاحب یہی کہا کرتے تھے کہ آپ کے پاس جو وقت بالکل بیکار ہو، وہ اللہ کی یاد کو دے دو۔ اپنے کام کے وقت کو خود استعمال کرو لیکن جو بالکل بیکار وقت ہے وہ اللہ کی یاد کو دے دو۔ اب یہ کہنے کو تو بابا جی نے بڑا اچھا نسخہ بتایا لیکن یہی سب سے مشکل کام ہے۔ کوشش کریں کہ جو خالی وقت ہو، بالکل بیکار ہو، کچھ سوچ یا کچھ کر نہیں رہے، کسی سے باتیں نہیں ہو رہیں، کاروبار نہیں ہو رہا، کچھ بھی نہیں ہو رہا، اور بیکار وقت ہے تو یہ بیکار وقت اللہ کو دے دو۔ اللہ کی یاد کو دے دو۔ اگر اس میں ہم کامیاب ہو جائیں ناں تو سمجھو کہ ہم Ninty percent (نوے فیصد) اللہ کو یاد کر لیں گے۔ ہم Ninty percent بیکار ہی ہوتے ہیں۔ کوشش کریں کہ اپنا خالی وقت اللہ کی یاد کو دے دیں۔ اللہ آپ سب کو اپنی یاد سے نوازے اور آپ کو ہر طرح سے سہولت عطا فرمائے، بچوں کو صحت عطا فرمائے۔ اللہ خوشیاں نصیب کرے۔

(آن لائن محفل مورخہ ۱۱ دسمبر ۲۰۲۲ء کی گفتگو سے اقتباسات)

مکتوبات محمد صدیق ڈار توحیدیؒ

(مورخہ ۲۸ جون ۱۹۹۹ء از نوکھر ضلع گوجرانوالہ)

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب ۔ اسلام آباد)

آپ کا خط موصول ہوا ۔ حالات سے آگاہی ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مخلوق کی اصلاح وخدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق سے نوازے کہ سلسلہ توحیدیہ اسی لئے قائم کیا گیا تھا۔ سب بھائیوں کو نماز، ذکر، تلاوت قرآن اور درود شریف کی سختی کے ساتھ پابندی کرنی چاہئے ۔ طریقت توحیدیہ میں نفی اثبات کا ذکر ایک تسبیح سے دس تسبیح تک کرنے کا حکم ہے۔ بھائیوں کو Minimum سے آگے بڑھتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ کا فضل بھی زیادہ سے زیادہ حاصل ہو اور دلوں میں ذکر کی گرمی قائم ہو جائے تا کہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانے کے قابل ہو سکیں ۔ خوب محنت کی ضرورت ہے ۔ زندگی کی جو فرصت اللہ نے دے رکھی ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے ۔ ''وقت گزارنا نہیں چاہئے بلکہ وقت کو استعمال کرنا چاہئے ۔'' یا تو دنیا کا بھرپور کام ہو رہا ہو یا پھر اللہ کا نام ۔ بلکہ دونوں ساتھ ساتھ ہوں تو سبحان اللہ ۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت ہی سے تمام کمالات حاصل ہوتے ہیں ۔ اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر کے خوب جوش وخروش سے اللہ اللہ کرنی چاہیے اور ہر حالت میں خوش رہنے کی عادت ڈالنی چاہئے ۔

خواب میں جو بزرگ ملے ہیں وہ راولپنڈی کے ہی ایک معروف بزرگ

ہیں۔ یہ ان کی محبت اور شفقت ہے جس کا انہوں نے اظہار فرمایا۔ سورۃ حشر کی مجوزہ آیات اللہ تعالیٰ کی مسلسل صفات کی وجہ سے ویسے ہی خصوصی محبت کی حامل ہیں اور اللہ والے انہیں اور سورۃ اخلاص کو بڑے پیار سے پڑھتے ہیں لیکن ہر نماز میں پڑھنا ضروری نہیں۔ اللہ کا سارا کلام ہی پیارا ہے اور جتنا بھی یاد ہو سارا پڑھتے رہنا چاہئے۔ اگر پھر ملاقات ہو تو ادب سے عرض کر دیں کہ میں خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کا تو حیدی فقیر ہوں اور ان کے دامن محبت میں پناہ ملی ہے، اب میں انہی کا سپاہی ہوں۔ اوّل تو انشاءاللہ اب کچھ نہیں کہیں گے ہمارا پیغام پہنچا دیا گیا ہے۔

ولی محمد صاحب کو کہیں کہ کاروباری پریشانیوں سے نجات اور خیر و برکت کے لئے نماز فجر کے بعد مندرجہ ذیل وظیفہ معمول بنالیں۔

درود شریف نماز والا ۳ بار

اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَھُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ۔ ۷۰ بار

درود شریف نماز والا ۳ بار

گزشتہ ماہ کا حلقہ فنڈ بذریعہ چیک عبدالسلام نے بھیجا تھا لیکن وہ چیک غلط بھرا گیا تھا اسلئے بنک نے قبول نہیں کیا تھا۔ اس میں ہندسوں میں رقم ایک ہزار کی بجائے دس ہزار لکھی گئی تھی۔ میں نے سلام صاحب کو خط لکھا تھا آپ یاد دہانی کرا دیں تا کہ یا تو مئی کا فنڈ دوبارہ بھیجیں یا پھر جون کے ساتھ ملا کر بھیج دیں۔ جون کا فنڈ ابھی تک نہیں آیا۔ فنڈ میں سستی ہرگز نہ کریں۔ جتنا کچھ بھی ہو ہر ماہ آ جانا چاہئے۔ وہ چیک ہم نے ضائع کر دیا تھا فکر نہ کریں۔

تمام برادران کوسلام کہہ دیں ۔میری صحت کے لئے دعا کریں ۔گزشتہ ہفتے تین چارروز بخاررہا۔ابھی بھی طبیعت اچھی نہیں ہے ۔

(مورخہ ۳نومبر ۱۹۹۹ءازنوکھر ضلع گوجرانوالہ)

(بنام غلام مرتضٰی صاحب ۔اسلام آباد)

امید ہے آپ اللہ کے فضل سے بخیریت ہو نگے ۔ یہاں بھی سب برادران بخیریت ہیں ۔خالد محمود صاحب کی روانگی کے بارے میں اطلاع نہیں ملی اللہ تعالےٰ انہیں عافیت سے لے جائے اوروہاں ان کاقیام ہرلحاظ سے مبارک فرمائے ۔آمین!

ہمارے ایک بھائی امجد نوازصدیقی صاحب نیویارک میں ہیں ۔اکثران کے فون بھی آتے رہتے ہیں اورمولوی محمد یعقوب صاحب کی زیرنگرانی الحمدللہ وہاں حلقہ ذکربھی شروع ہوگیا ہے ۔ان کے والد صاحب محمد نوازصدیقی صاحب بھی ایئرفورس میں تھے ۔امجد صاحب کی فرمائش ہے کہ ان کےگھر (خاص طورپروالدہ صاحب کے مطالعہ کے لئے)تعمیر ملت، چراغ راہ اورخطبوں کی کاپیاں پہنچائی جائیں ۔آپ تکلیف فرما کریہ لٹریچر" بلا معاوضہ" ان تک پہنچادیں ۔پتہ درج ذیل ہے ۔۔۔۔۔

موسم تبدیل ہورہا ہے ۔نزلہ زکام زورکررہا ہے ۔واہ کینٹ اورر سالپوروالے بھائی چاہتے ہیں کہ وہاں کاپروگرام بناؤں ۔اللہ صحت دے تو انشاء اللہ پروگرام بن جائے گا ۔ہوسکتا ہے ایک رات پنڈی بھی ٹھہرجاؤں ۔

تمام برادران حلقہ اوراہل خانہ کوسلام ۔بچوں کو پیاراوردعائیں ۔

کچھ یادیں ، کچھ باتیں

(غلام مرتضیٰ۔اسلام آباد)

تعارف: پورا نام غلام مرتضےٰ ،والد صاحب کا نام محمد اقبال اور والدہ صاحبہ کا نام سلیمہ بی ہے۔

تاریخ پیدائش: گھریلو ریکارڈ کے مطابق ۱۲ اگست ۱۹۵۴ء ہے جبکہ سرکاری ریکارڈ کے مطابق ۲۰ فروری ۱۹۵۴ء ہے۔اصل تاریخ پیدائش ۱۲ اگست ۱۹۵۴ء ہی ٹھیک ہے۔

ذات: مُغل (مرزا)

جائے پیدائش: کھیوڑہ، تحصیل پنڈ دادنخان، ضلع جہلم

تعلیم: ابتدائی تعلیم کھیوڑہ پرائمری سکول جبکہ تیسری کلاس سے پانچویں کلاس تک پی اے ایف ماڈل سکول لاہور کینٹ۔۱۹۶۵ء کی جنگ کی وجہ سے واپس کھیوڑہ آنا پڑا۔اس طرح چھٹی کلاس سے میٹرک تک گورنمنٹ ہائی سکول کھیوڑہ سے تعلیم حاصل کی۔میٹرک کے بعد چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر مجھے شیخوپورہ رہنا پڑا۔وہاں میرے چچا صاحب رہتے تھے۔شیخوپورہ سے ہی میں نے کامرس میں ڈپلومہ کیا اور پھر ہیلی کالج لاہور سے بی کام کیا۔ ۱۹۷۷ء میں بی کام کرنے کے بعد میں راولپنڈی آ گیا۔

ملازمت: والد صاحب کی خواہش تھی کہ میں CA یا ICMA کروں لیکن میں تعلیم کو مزید جاری نہ رکھ سکا۔ملازمت کے حصول کی کوشش شروع کر دی۔میں نے پہلی ملازمت

پرنٹنگ کارپوریشن پاکستان، اسلام آباد میں بطور سینئر اکاؤنٹ کلرک شروع کی۔ تقریباً آٹھ دس ماہ نوکری کرنے کے بعد اخبار میں اشتہار دیکھ کر درخواست بھجوائی اور پاکستان ٹورزم کارپوریشن (ہوٹلز) میں اللہ نے بندوبست کردیا۔

میری اچانک راولپنڈی صدر میں کالج کے ایک پرانے دوست حافظ ادریس صاحب سے ملاقات ہوگئی تو پھر ان کی وساطت سے تیل وگیس ترقیاتی کارپوریشن میں بطور آڈٹ اسسٹنٹ تعیناتی ہوگئی۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء سے یکم فروری ۲۰۱۳ء تک یہاں ہی نوکری کی۔ اللہ کے فضل سے گریڈ ۲۰ میں بطور چیف انٹرنل آڈٹ ریٹائر ہوا۔ الحمدللہ۔ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کے مختلف علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مختلف علاقوں کی ثقافت، رہن سہن، زبانوں وغیرہ سے واقفیت ہوئی۔ دفتری تجربات جو ہوئے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

والد صاحب: میرے والد محترم محمد اقبال صاحب ۱۹۵۲ء میں غالباً ایئر فورس میں بھرتی ہوئے۔ اُن کا شعبہ وائرلیس تھا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے موقع پر لاہور میں تھے پھر ان کا تبادلہ بدین ہوگیا، وہاں ذہنی طور پر بیمار ہوگئے، میڈیکل طور پر اَن فٹ ہوگئے اور ریٹائر کر دیئے گئے۔ والد محترم کی وساطت سے حلقہ کے بارے میں ابتدائی طور پر معلوم ہوا کہ انصاری صاحبؒ پیر صاحب ہیں اور لوگ ہفتہ میں ایک مرتبہ اُن کے پاس جا کر ذکر کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی پتا نہیں تھا۔ والد صاحب غالباً ۱۹۶۰ء میں قبلہ انصاری صاحبؒ سے بیعت ہوئے۔ لاہور میں ہم PAF کے کوارٹر میں رہتے تھے جو کہ لاہور پرانا ایئرپورٹ کے نزدیک تھے۔ والد صاحب اور پیر بھائیوں کے ہمراہ سائیکل پر حلقہ ذکر میں شامل ہونے کے لئے جاتے تھے۔ حلقہ کے بعد اکثر رات دیر سے گھر آتے تھے۔ والد صاحب جب ذہنی طور پر بیمار ہوگئے تو پھر ان کا حلقہ سے تعلق نہ رہا۔ والد صاحب نے حلقہ کی تعلیم یا ذکر اذکار وغیرہ ک

ے بارے میں ہمیں کوئی آگاہ نہ کیا جس کی وجہ سے لاہور میں رہتے ہوئے بھی ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک انصاری صاحبؒ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ یہ کمی تا حیات رہے گی۔

شادی: میری شادی ایک مکمل ارینج شادی تھی۔ زوجہ محترمہ میرے چچا جو کہ والد صاحب کے چچا زاد بھائی کی بیٹی ہیں۔ یہ شادی ۲۶ جولائی ۱۹۸۲ء میں ہوئی۔ زوجہ کا نام طاہرہ بیگم ہے۔ میری چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔ الحمدللہ تمام بچوں کی شادی کر دی ہے، بچیاں اپنے اپنے گھروں میں خوش ہیں جبکہ بیٹا اور بہو بمع دو پوتیوں کے ہم اکٹھے رہتے ہیں۔ ہمارا گھر کورنگ ٹاؤن اسلام آباد میں واقع ہے۔ بیٹا ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازمت کرتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے دن اچھے گزر رہے ہیں۔

حلقہ سے تعارف: تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب میں ملازمت میں آ گیا تو ذرا پابندیوں سے نکل گیا جو اکثر نوجوان لڑکوں پر عائد ہوتی ہیں۔ لہٰذا دل کرتا کہ کسی اللہ والے سے ملاقات ہو۔ ہمارے خاندان میں اکثر لوگ سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں۔ میں بھی شروع شروع میں راولپنڈی میں ہی ایک نقشبندی بزرگ کے آستانے پر اکثر و بیشتر جاتا، وہاں بیٹھتا، اکثر جمعہ کی نماز وہاں ہی پڑھنے جاتا۔ میرے سُسر صاحب بھی ان سے ہی بیعت تھے۔ کافی دیر وہاں جاتا رہا لیکن کورا ہی رہا۔ پیر صاحب کے مرید مجھے کہتے کہ آپ یہاں بیعت ہو جائیں لیکن دل نہیں مانتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ پیر صاحب کی شان و شوکت، نذرانوں کی وصولی، خاندانی گدی نشینی کے جھگڑے اور کئی ایسی چیزیں تھیں کہ دل نہیں مانتا تھا۔ اسی طرح اسلام آباد کے نزدیک ایک اور فوت شدہ بزرگ کا مزار ہے جہاں وراثتی گدی نشینی ہے اور نسل در نسل بزرگ ہیں، وہاں اکثر جانا ہوتا۔ اکثر جمعہ کو قوالی سننے جاتا۔ چونکہ یہ بزرگ چشتی خاندان سے ہیں اس لئے وہاں روزانہ قوالی ہونا ایک معمول تھا لیکن وہاں بھی

دل مطمئن نہ ہوا۔اسی طرح کچھ اور بزرگوں سے ملاقات ہوئی لیکن دلی طمانیت کہیں بھی میسر نہ تھی۔ایک مرتبہ ایک بزرگ سے حالت خواب میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے میرے لئے دعا کی۔میں نے خواب میں ہی پوچھا کہ حضرت یہ کون سی جگہ ہے یعنی میں کہاں ہوں تو کہنے لگے یہ ''اورنگ آباد'' ہے۔بعد میں معلوم ہوا کہ اورنگ آباد انڈیا کا ایک شہر ہے لیکن اس کے بعد سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا۔ملتان اور جھنگ میں اکثر جانا ہوا اور مختلف مزاروں پر حاضری دی لیکن کہیں بھی مطمئن نہ ہوا۔

خواجہ ولی محمد صاحب: میرے والد محترم کا تعلق خواجہ ولی محمد صاحب سے تھا۔اگر کوئی سونے کا کام ہوتا تو والد صاحب ولی محمد صاحب کا اکثر ذکر کرتے۔والد صاحب کی وساطت سے میرا تعلق بھی ولی محمد صاحب سے ہو گیا۔اکثر ان کی دکان پر جاتا،خوب گپ شپ ہوتی،ایک کپ چائے کا پیتا اور گھر آجاتا۔ولی محمد صاحب ذکر میں آنے کی دعوت دیتے لیکن میں گول کر جاتا۔

ایک دن خواجہ ولی محمد صاحب نے مجھے قبلہ انصاری صاحبؒ کی کتاب ''چراغ راہ'' دی ،میں گھر لے گیا،رات کو پڑھتا۔جوں جوں خطبات پڑھتا تو لگتا کہ جو خطبات میں لکھا ہوا ہے،یہ میرے دل کی آواز ہے۔بار بار پڑھتا،ہر بار پڑھنے سے ایک نیا سرور آتا۔اب دل کرتا کہ حلقہ میں بھی جانا چاہئے۔اب میں نے کبھی کبھی حلقہ میں بھی جانا شروع کر دیا۔شریف الدین شاہ صاحب حلقہ کراتے۔''خودی کا سرّ نہاں'' بھائی جان محمد مرتضےٰ صاحب پڑھتے اور آخر میں دعا بھی محمد مرتضےٰ صاحب ہی کراتے۔حلقہ کا ایک عجیب ہی ماحول ہوتا۔محبت ہی محبت،پیار ہی پیار ہوتا۔اُس وقت پنڈی حلقہ میں بیس سے پچیس افراد شامل ہوتے تھے حلقہ ختم ہونے کے بعد تمام بھائی ایک دوسرے سے گلے ملتے،بہت مزہ آتا۔پہلے تو میں مہینے

میں ایک ہی دفعہ جاتا لیکن آہستہ آہستہ ریگولر ہو گیا پھر دل کرتا کہ کب جمعہ آئے اور میں حلقہ میں جاؤں۔

خواجہ ولی محمد صاحب کے گھر پر حلقہ ذکر کی بنیاد خود قبلہ انصاری صاحبؒ نے رکھی اور یہ سلسلہ پچھلے ساٹھ سال سے جاری وساری ہے۔کئی بزرگ بھائی جنہوں نے اس حلقہ کو جلا بخشی ان میں قاضی غیور صاحب،محمد مرتضےٰ صاحب،عطا اللہ شاہ بخاری صاحب،محمد صدیق ڈار صاحب وغیرہ شامل ہیں۔ یہ حضرات خادم حلقہ بھی رہے، مجازین بھی تھے اور پھر قبلہ ڈار صاحب شیخ سلسلہ بھی بنے۔راولپنڈی کے اس حلقہ نے سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی بے حد خدمت کی۔

خواجہ ولی محمد صاحب کا ذکر نہ کیا جائے تو یہ زیادتی ہو گی۔ولی محمد صاحب ایک فرنجانِ مرنج طبیعت کے حامل شخصیت ہیں۔جن لوگوں کا حلقہ سے تعلق نہیں ہے وہ بھی ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ایک انتہائی سادہ اور خدمت گزار، پیار اور محبت ان کا شیوہ ہے۔ مرکز تعمیر ملت گوجرانوالہ ہو یا آستانہ عالیہ توحیدیہ لاہور،خواجہ ولی محمد صاحب نے دل کھول کر خدمت کی۔آپ کو حلقہ سے دلی محبت ہے اور دوسرے بھائیوں کے لئے قابل تقلید نمونہ ہیں۔ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے آج کل ان کی باتوں کی ٹھیک طرح سے سمجھ نہیں آتی لیکن ان کے پاس صرف بیٹھنا بھی روحانی اثرات رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ ان کو صحت دے اور ہمیں ان کی صحبت نصیب کرے۔(آمین)۔

یہ خواجہ ولی محمد صاحب کی صحبت کا اثر تھا کہ میں حلقہ ذکر میں حاضر ہوتا۔ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ قبلہ محمد صدیق ڈار صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ان کے قیام کا بندوبست اسلام آباد (I-10/4) میں کیا گیا۔جناب بھائی خورشید صاحب کے ذمہ سارا بندوبست تھا۔ وہاں پشاور سے بھی کچھ بھائی آئے ہوئے تھے۔قبلہ ڈار صاحب سے میری پہلی ملاقات تھی

اور میں بھائی جان محمد مرتضےٰ صاحب اور خواجہ ولی محمد صاحب کی وساطت سے قبلہ ڈار صاحب سے بیعت ہو گیا۔ بیعت کے بعد دو مرتبہ ڈار صاحب کے گھر واقع نوکھر جانے کا اتفاق ہوا، اس کے بعد ملاقات کا سلسلہ جاری رہا۔

شریف الدین صاحب ایک لمبے عرصہ سے خادم حلقہ تھے اور بڑی اچھی طرح سے حلقہ کی خدمت کرر ہے تھے لیکن بیماری (شوگر) کی وجہ سے کافی کمزور ہو گئے تھے، چنانچہ خادم حلقہ کی ذمہ داری مجھے سونپ دی گئی۔ شریف الدین شاہ صاحب ۲۳ جون ۲۰۰۰ء کو انتقال فرما گئے۔ مجھے ان کی وفات سے چھ ماہ پہلے ہی خادم حلقہ بنا دیا گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ تقریباً دس سال میں نے یہ ذمہ داری اپنی طرف سے بڑی اچھی طرح نبھائی۔ الحمدللہ قبلہ ڈار صاحب کا ساتھ رہا۔ میں ہمیشہ حلقہ کے بارے میں قبلہ حضور سے مشاورت کرتا تھا۔ میرے بعد قبلہ ڈار صاحب نے خورشید صاحب کو خادم حلقہ بنایا۔ میرے خادم حلقہ کے دورانیہ میں بھائیوں کا خوب تعاون رہا۔

باباجی ڈار صاحب نے بعد میں مجھے مجاز بنا دیا۔ یہ ان کی نظر تھی، محبت تھی ورنہ مجھ میں تو کوئی ایسی خوبی نہ تھی، ہاں البتہ حلقہ کی تعلیم پر ضرور عمل کرتا اور یہ سلسلہ ابھی تک اسی طرح جاری ہے۔ باباجی ڈار صاحب کی رحلت کے بعد باباجی محمد یعقوب صاحب مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ قبلہ یعقوب صاحب کو قبلہ ڈار صاحب نے اپنی زندگی میں ہی اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا اور اس میں کسی قسم کی کوئی دورائے نہیں تھی۔ تمام بھائی قبلہ یعقوب صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ قبلہ یعقوب صاحب نے مجھے ۱۲ اپریل ۲۰۱۴ء کو اپنا مجاز مقرر کیا۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ قبلہ یعقوب صاحب بھی محبت کرتے ہیں۔ دینی اور دنیوی معاملات میں یعقوب صاحب سے گائیڈ لائن ملتی رہتی ہے۔

سالانہ کنونشن ۲۰۲۲ء کی مجلس مشاورت خادمین ومجازین میں یہ طے پایا کہ ہر اتوار کو آن لائن باباجی یعقوب صاحب بھائیوں سے بات چیت کریں گے۔ یہ سلسلہ پچھلے ڈیڑھ سال سے جاری ہے اور بھائی باباجان کی باتیں پورے انہماک سے سنتے ہیں اور اپنے روحانی مسائل بیان کرتے ہیں جس کی وجہ سے بھائیوں کا آپس میں ایک دوسرے سے تعلق بڑھتا ہے اور اصلاح کے مواقع بھی بڑھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حلقہ میں شامل ہونے والے بھائیوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا۔ انشاءاللہ آنے والے دنوں میں اس میں مزید اضافہ ہوگا۔

حلقہ کی تعلیمات پر عمل: حلقہ میں شمولیت سے پہلے میں نماز کے بارے میں کوئی اتنا پابند نہیں تھا البتہ جمعہ کی نماز ضرور پڑھتا اور باقاعدہ اہتمام کے ساتھ پڑھتا۔ دوسری نمازیں کبھی پڑھتا اور کبھی چھوٹ جاتیں۔ جو نماز رہ جاتی اس کے فوت ہونے کا افسوس بھی نہیں ہوتا تھا، یہ ایک بدنصیبی یا کم عقلی تھی۔ جب اللہ نے ہدایت دینا ہو تو اس کے ہزار ذرائع ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ بھائی جان محمد مرتضےٰ صاحب سے اسی ہدایت کے موضوع پر بات ہورہی تھی تو کہنے لگے کہ اللہ نے جتنے انسان بنائے ہیں، اس کی ہدایت کے اتنے ہی طریقے ہیں یعنی ہر انسان کو ہدایت ملنے کا علیحدہ ہی طریقہ ہے۔ حلقہ میں آنے کے بعد میری خواب میں اکثر انصاری صاحبؒ سے ملاقات ہوتی تھی۔ رات سوتے وقت تہجد کے وقت میرے گھر کی گھنٹی اکثر بجتی، میں اٹھتا، باہر جاکر دیکھتا تو کوئی شخص نہیں ہوتا تھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ گھنٹی مجھے تہجد کے لئے دی گئی ہے۔ ایک دن میں آفس سے آنے کے بعد دوپہر تین بجے سوگیا، نیند بہت گہری تھی، گرمیوں کے دن تھے، میں گہری نیند میں تھا کہ باہر گھنٹی کی آواز ہوئی، میں نے باہر جاکر دیکھا تو کوئی نہیں تھا، آکر دوبارہ سوگیا، نیند میں قبلہ انصاری صاحبؒ کی آواز آئی کہ کب تک اُس جانور (سور) کی طرح زندگی گزارو گے۔ بس پھر کیا تھا، اُٹھا، نہا کر دوسرے

کپڑے پہنےاور رجائے نماز پر کھڑا ہوگیا۔ بس اس دن کے بعد پھر کبھی نماز قضا نہ ہوئی البتہ سفر میں یا کسی مجبوری میں اگر نماز قضاء ہوئی تو پڑھ لی۔

جب سے حلقہ میں شامل ہوا ہوں قبلہ انصاری صاحب سے بارہا ملاقات کا سلسلہ رہا، بہت پیار کرتے، یہ اُن کی محبت کا اثر ہے کہ ابھی تک ''لگی ہوئی ہے''۔ اللہ کرے کہ یہ لگی ہی رہے (آمین)۔ حلقہ کی تعلیم جو کہ محض اللہ کے فضل سے نصیب ہوئی اس پر عمل کرتے ہوئے جوں جوں آگے بڑھا تو اُس کے کرم کے دروازے مزید کھلتے گئے۔ دل میں اللہ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی عقیدت گامزن ہونے لگی۔ دل چاہتا کہ کسی طرح حج نصیب ہوجائے۔ مالی طور پر پوزیشن کوئی اتنی اچھی نہ تھی۔ ہر وقت درود شریف پڑھتا رہتا، اپنے آپ کو ہمیشہ باوضو رکھتا، اس طرح اللہ تعالیٰ دوسری برائیوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔ یہ ۱۹۹۴ء کی بات ہے کہ خواب میں سفر کا اشارہ ہوا لیکن کوئی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کون سا سفر اور کہاں کا سفر۔ اسی کومگو میں تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ میرے بڑے بھائی صاحب جو کہ میرے پاس راولپنڈی آئے ہوئے تھے، جن کا پہلے سے ہی والدہ صاحبہ اور پھوپھی صاحبہ کے ساتھ حج کا پروگرام بنا ہوا تھا، کہنے لگے کہ آپ ہمارے ساتھ حج پر چلیں، میں نے کہا بھائی میری مالی پوزیشن اچھی نہیں ہے۔ کہنے لگے: اللہ آسانی کرے گا۔ اُن کے مزید اصرار پر میں نے حامی بھر لی اور پیسوں کا بندوبست کرنے لگا۔ ۱۹۹۴ء میں راولپنڈی سے پچاس ہزار حج کا خرچہ تھا جس میں سے کچھ رقم ڈالرز میں واپس بھی کرتے تھے۔ اس کے علاوہ تمیں ریال بھی دیتے تھے۔ اللہ نے رقم کا بھی بندوبست کردیا۔ اس طرح مئی ۱۹۹۴ء میں اللہ نے حج کی سعادت نصیب فرمائی۔ دوبارہ اللہ کی توفیق سے ۱۹۹۸ء میں بلاوا آیا اور بیگم کے ہمراہ حج پر گیا۔ یہ میرے اللہ کا مجھ پر خاص کرم تھا ورنہ مجھ جیسا آدمی اس سعادت کے قابل ہرگز نہ تھا۔

۱۹۹۴ء میں روضہ رسول ﷺ پر حاضری کے وقت وعدہ کر کے آیا کہ جب آپ دوبارہ بلائیں گے تو خادم داڑھی رکھ کے آئے گا۔ الحمد للہ ۱۹۹۸ء میں جب روضہ رسول ﷺ پر حاضری ہوئی تو داڑھی کے ساتھ تھا۔

درود شریف کثرت سے پڑھنا ایک معمول بن گیا۔ درود شریف پڑھتے وقت دل یہ کہتا کہ میں وہ کام کر رہا ہوں جو اللہ اور اُس کے فرشتے کرتے ہیں تو اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا کہ اللہ مجھ سے وہ کام لے رہا ہے جو وہ خود کرتا ہے، اُس کے فرشتے کرتے ہیں، اور مومنین کرتے ہیں۔ یہ درود شریف کی برکات تھیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دو مرتبہ زیارت کرائی۔ اللہ اللہ، کہاں یہ گناہگار اور کہاں پیارے آقا کریم ﷺ۔

اکثر دل کرتا کہ اللہ توفیق دے تو رمضان شریف میں مکہ اور مدینہ جاؤں۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سُن لی اور ۲۰۰۵ء میں والدہ صاحبہ اور بیگم صاحبہ کے ساتھ عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر یہ سلسلہ ۲۰۱۷ء تک جاری رہا۔ کئی مرتبہ مدینہ شریف میں اعتکاف کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ساری نعمتیں محض اللہ کے فضل، درود شریف کی برکات اور بزرگوں کی دعاؤں سے عطا ہوئیں ورنہ میں تو اس قابل نہ تھا۔

نوکری: میں تیل و گیس کی ترقیاتی کارپوریشن میں ۱۵ مارچ ۱۹۸۱ء کو بھرتی ہوا۔ یہ پاکستان کی سب سے بڑی تیل اور گیس کی کمپنی ہے۔ یہ گریڈ ۱۴ کی نوکری تھی۔ چونکہ میں نے بی کام کیا ہوا تھا لہذا انٹرنل آڈٹ ڈیپارٹمنٹ میں میری سروس شروع ہوئی۔ میرے سینئر بہت اچھے تھے جو کہ ہر لحاظ سے مددگار ثابت ہوئے۔ میں نے نوکری کو نوکری سمجھ کر کیا۔ اپنے کام کو دیانت داری اور لگن سے کیا۔ مجھے اکثر دور دراز کے علاقوں میں جانا پڑا۔ اس سلسلہ میں پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کے علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا جو کہ

شائد اپنی زندگی میں ان جگہوں پر جانا تقریباً ناممکن تھا۔

مجھے گھر سے آفس اور آفس سے گھر کے لئے ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر تھی۔ میں اس وقت کو جو چالیس منٹ کا تھا قرآن مجید کی مختلف سورتوں کو زبانی یاد کرنے پر صرف کرتا۔ چھوٹی سورتوں کے علاوہ سورۃ یٰسین، سورۃ فتح، سورۃ الرحمٰن، سورۃ واقعہ، سورۃ ملک، سورۃ مزمل، سورۃ نباء زبانی یاد کر لیں۔ شروع میں تو یاد کرنا مقصد تھا کہ اللہ کا کچھ کلام میرے دل میں بھی محفوظ رہے۔ جب یہ سورتیں یاد ہو گئیں تو قبلہ انصاری صاحبؒ نے غالباً کسی خطبہ میں فرمایا کہ تہجد کی نماز میں لمبے رکوع اور سجود کیا کرو تو مجھے سمجھ آئی کہ یہ سورتیں اللہ نے مجھے کیوں یاد کرائیں۔ پھر معمول بن گیا کہ تہجد کی نمازوں میں یہی سورتیں پڑھتا اور اللہ کا شکر ہے کہ یہ اب تک کا معمول ہے۔ اس کے علاوہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ درج ذیل سورتیں ہر نماز کے بعد پڑھنا چاہیئے:

فجر کے بعد سورۃ یٰسین، ظہر کے بعد سورۃ فتح، عصر کے بعد سورۃ نباء، مغرب کے بعد سورۃ واقعہ، اور عشاء کے بعد سورۃ ملک۔ الحمدللہ میرا یہ معمول ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ سورتیں لازمی پڑھتا ہوں۔ چونکہ زبانی یاد ہیں اس لئے مسجد سے گھر آنے تک سورۃ مکمل ہو جاتی ہے۔

میں عرض کروں گا کہ یہ اتفاقات کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ کے مقدر میں جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہ آپ کو ہر حالت میں ملنا ہے۔ اللہ میاں آپ سے خود بخود وہ کام کراتا ہے کہ آپ کو آپ کا حصہ ضرور ملتا ہے۔ اس کے لئے صرف ایک مثال ہی کافی ہوگی۔ جیسا کہ سارے بھائی اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ قبلہ انصاری صاحبؒ کو بابا جی کریم الدین احمد نے کتنی مدت پہلے بتا دیا تھا کہ آپ کی ملاقات ایک بزرگ سے ہوگی جو آپ کی اللہ سے ملاقات

کاوسیلہ ہوں گے۔تو بھائیو! یہ اتفاق نہیں تھا، یہ ایک طے شدہ امر تھا اور قبلہ انصاری صاحب سے ان (رسالدار محمد حنیف خان صاحب) کی ملاقات ہوئی۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہم سب بھائی جو اس سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں ہم اپنا حصہ لے رہے ہیں جو کہ ہمارے نصیب میں پہلے سے لکھا جا چکا ہے۔اللہ ہمیں استقامت دے اور کامیاب کرے۔(آمین)

ہاں تو میں آفس کی بات کر رہا تھا۔میں نے اس محکمے میں تقریباً بتیس (۳۲) سال نوکری کی اور یکم فروری ۲۰۱۲ء کو گریڈ بیس (۲۰) میں ریٹائر ہوا۔اس ضمن میں ایک بات عرض کروں گا کہ جب میری پروموشن گریڈ ۲۰ میں ہونا تھی تو میرے سینئر کو میرے ساتھ اللہ واسطے کا بیر ہو گیا۔اس نے میری سالانہ رپورٹ بغیر کسی وجہ کے خراب کر دی اور ببانگ دہل کہنے لگا کہ حاجی کی پروموشن کسی حالت میں نہیں کروں گا۔تھوڑی بہت پریشانی بنی۔بالآخر اللہ میاں سے رجوع کیا، دو رکعت نفل حاجت کے پڑھے اور دعا کی۔بس پھر کیا تھا۔ایک ہفتے کے اندر ہی اس سینئر کی ٹرانسفر ہو گئی بلکہ وہ زیرِ عتاب آ گیا اور اس کی جگہ جو صاحب آئے انہوں نے اپنی پاور استعمال کرتے ہوئے میری پروموشن کو Recommend کیا اور صرف میری پروموشن ہو گئی۔بعد میں وہ صاحب ملے لیکن کھسیانے سے ہو کر ملے۔

حلقہ کی تعلیم پر عمل: حلقہ کی تعلیم پر عمل کرنا آہستہ آہستہ شروع کیا۔سب سے پہلے نماز کی پابندی ہوئی۔چونکہ ہر جمعہ کو حلقہ ذکر خواجہ ولی محمد صاحب کے گھر پر ہوتا تھا لہذا اسی کو بہت سمجھا۔قبلہ ڈار صاحب نے زور دیا کہ اپنا الگ سے گھر میں ذکر کرو تو محسوس ہوا کہ میں غلطی پر تھا۔لہذا گھر کا ذکر نماز تہجد کے فوراً بعد کرنا شروع کر دیا۔اس طرح تہجد کی نماز کی بھی پابندی ہو گئی اور ذکر بھی شروع ہو گیا۔ذکر کے بعد فجر کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے۔ الحمدللہ یہ سلسلہ آج تک اسی طرح جاری ہے۔

اخلاقی لحاظ سے میری پوزیشن کوئی اتنی اچھی نہ تھی۔ گالم گلوچ اور بداخلاقی سے پیش آنا ایک معمول تھا۔ دل کرتا کہ مخالف سے ایسی بات کی جائے جو اُس کے دل پر جا کے لگے اور مدتوں یاد رکھے۔ حلقہ میں شمولیت کے بعد سب سے پہلے اچھے اخلاق کا آغاز اپنے گھر والوں سے شروع کیا۔ بیگم اور بچوں سے پیار سے بات کرتا۔ آہستہ آہستہ دفتر اور دیگر ملنے والوں سے اخلاق سے پیش آنا معمول بن گیا۔ اب تو جھگڑا اور بدتمیزی ایک قصہ پارینہ بن چکا ہے۔ ایک مرتبہ قبلہ ڈار صاحب فرمانے لگے کہ آپ تو پریم والے بندے ہیں، سب کے ساتھ پریم کیا کرو۔ ہاں کبھی کبھی غلطی ہو جاتی ہے۔ بقول انصاری صاحب کے "یہ غصہ بالکل مرتا نہیں ہے لیکن کم ضرور ہو جاتا ہے۔" اللہ سے ہر وقت معافی کا طلبگار رہتا ہوں کہ کیسی کیسی غلطیاں نا سمجھی میں کرتا رہا بس اللہ معاف کرے (آمین)۔

اردگرد کا ماحول اور خاندانی مذہبی عقائد: گاؤں کا ماحول نہ تو اسلامی اور نہ ہی دنیاوی لحاظ سے اچھا تھا۔ میری دادی صاحبہ ایک مذہبی خاتون تھیں، نماز روزے کی پابند، اخلاقی لحاظ سے بہت اچھی۔ میری تربیت انہیں کے زیر سایہ ہی رہی۔ اگر چہ والدہ محترمہ بھی تھیں لیکن ڈر ہمیشہ دادی محترمہ سے ہی رہا۔ وہ خود چونکہ ایک پاکباز عورت تھیں اس لئے مجھے بھی نماز کا کہنا، صبح قرآن مجید پڑھنے کے لئے مسجد بھیجنا، ان معاملات میں کافی سخت تھیں۔ یہ ان کی تربیت کا اثر تھا کہ دین کی طرف رغبت رہی اور اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا نصیب ہوا۔ میرے اپنے گھر کا ماحول الحمدللہ بہت اچھا ہے۔ بیگم صاحبہ صوم و صلوٰۃ کی پابند ہیں۔ بیٹیاں بھی نماز کی پابندی کرتی ہیں۔ بیٹیوں کا اثر ان کے سسرال پر بھی پڑا جس کی وجہ سے وہ بھی دین کی طرف راغب ہوئے ہیں۔

گاؤں میں لوگوں کا پیر پرست ہونا ایک بڑا المیہ ہے۔ لوگ پیر صاحب کو کاتب

تقدیر سمجھتے ہیں۔ نہ تو مرید کو پتہ ہے کہ میں نے پیر صاحب سے کیا لینا ہے اور نہ ہی پیر صاحب کو پتا ہے کہ میں نے مرید کو کیا دینا ہے۔ دونوں اپنے حال میں مست ہیں۔ در حقیقت دونوں ہی گمراہی میں ہیں۔ میں اپنی طرف سے جہاں تک ممکن ہو سکے سمجھاتا ہوں لیکن کسی کے نظریات کو تبدیل کرنا ایک بہت مشکل کام ہے۔ بس اللہ توفیق دے۔

شادی بیاہ کے موقع پر لوگوں سے ادھار لے کر غیر ضروری خرچ کرتے ہیں اور پھر اگلی نسل اس ادھار کو اتارتی ہے۔ اللہ ان رسوم سے معاف رکھے۔ اگر کوئی ملنے والا یا کوئی عزیز رشتہ دار مشاورت کرتا ہے تو اپنی طرف سے ان مشرکانہ رسوم سے اجتناب کرنے کی بات کرتا ہوں قرآن اور احادیث کے حوالے دے کر بھی بات کرتا ہوں لیکن سن کر ماننے والے بہت کم ہیں۔

عقائد اور نظریات میں تبدیلی: سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں شمولیت سے پہلے نماز کی پابندی ہرگز نہیں تھی۔ اخلاقی لحاظ سے جیسے کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کوئی اتنے اچھے اخلاق کا مالک نہ تھا۔ لوگوں سے میل ملاقات بھی واجبی سی ہوتی۔ حلقہ میں شامل ہونے کے بعد سب سے پہلے نماز کی پابندی شروع کی لوگوں سے اچھی طرح سے ملنا، اس کے علاوہ یتیم بچوں کی خدمت کرنا، بیوہ عورتوں کی مالی خدمت کرنا ایک معمول بنا لیا۔ اس ضمن میں ایک خطیر رقم مختص کی ہوئی ہے جو کہ ہر ماہ ضرورت مندوں تک پہنچائی جاتی ہے۔ جن لوگوں تک یہ رقم جاتی ہے ان کو میرے بارے میں ہرگز معلوم نہیں ہوتا۔ اللہ کا ایسا کرم ہے کہ اس رقم میں کبھی کمی نہیں ہوئی اور سلسلہ جاری و ساری ہے۔ بعض اوقات ایثار سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔ یہ سب کچھ اسلام اور حلقہ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ہی ممکن ہوا۔

اپنے عزیز رشتہ داروں میں جو کمزور ہیں ان کی خدمت کرنا، ان کے ساتھ پیار کرنا، یہ وہ باتیں ہیں جو کہ پہلے مجھ میں نہیں تھیں۔ آہستہ آہستہ ان باتوں کو اپنایا تو اللہ تعالیٰ

نے عزت بھی دی اور رشتہ داروں میں مقام بھی دیا۔شاید اگر میں حلقہ میں نہ ہوتا تو ایک خود غرض اور اکڑ خان ہوتا ۔اللہ نے اپنے کرم سے مجھے ان چیزوں سے محفوظ رکھا۔

مادی حوالہ سے خیر و برکات: قبلہ انصاری صاحب نے اپنے کسی خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے جو بھائی حلقہ کی تعلیم پر عمل کریں گے، نماز اور ذکر کی پابندی کریں گے، وہ کبھی تنگدست نہیں ہوں گے۔ اگر میں کہوں کہ یہ ارشاد مجھ پر سوفیصد لاگو ہوتا ہے تو کوئی غلط نہیں ۔میرے تمام دینی اور دنیاوی کام اللہ کے فضل سے وقت پر ہوئے۔ اللہ نے نیک اولاد دی۔ان کی پڑھائی ،شادیاں اور دیگر معاملات اللہ کے کرم سے مناسب اور صحیح وقت پر انجام پائے ۔اللہ نے رہنے کو اچھا مکان دیا جس کے قابل میں ہرگز نہ تھا اور دوسری آسانیاں جو کہ نا قابل بیاں ہیں وہ عطا کیں ۔الحمدللہ حلقہ کی خدمت جہاں تک ممکن ہو سکا کرتا ہوں۔ ایک اہم بات کہ بچوں کی شادیاں ہوں یا مکان کی تعمیر یا بچوں کے تعلیمی اخراجات وغیرہ میں نے کسی سے قرض کی درخواست نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے خود ہی تمام اسباب پیدا کر دیئے۔

سب سے بڑی بات جو کہ حلقہ میں شامل ہونے کے بعد ملی وہ یہ تھی کہ پیارے پیارے بھائیوں سے ملاقات ہونے کا شرف حاصل ہوا۔یہ بے لوث محبت شاید اور کہیں نہ ملتی جو کہ صرف حلقہ میں شامل ہونے سے ملی ۔قبلہ ڈار صاحب ایک بہت پیار کرنے والے بزرگ تھے، ہمیشہ ہنستا مسکراتا چہرہ، کبھی سختی ترشی یا غصہ سے بات نہ کرتے ،ہمیشہ پیار ہی پیار بانٹا۔

قبلہ یعقوب صاحب ایک بہت ہی پیاری محبت کی حامل بزرگ ہستی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔آپ ہر وقت حلقہ کی بہتری کے بارے میں سوچتے ہیں۔ آپ کی محبت اور بھائیوں کے خلوص کی وجہ ہے کہ حلقہ میں نئے بھائیوں کی شمولیت ہو رہی

ہے۔ بھائی حلقہ کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ ہر اتوار کو بھائیوں کی جو آن لائن میٹنگ ہوتی ہے اس کے اثرات بہت اچھے ہو رہے ہیں۔ دور و نزدیک کے بھائی ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں، حلقہ کی تعلیم کے بارے میں بات چیت ہوتی ہے، صلاح مشورہ ہوتا ہے، تمام حلقوں کے خادمین اپنے اپنے حلقہ کے بارے میں مشاورت کرتے ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن کے اثرات تمام بھائیوں پر پڑتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قبلہ انصاری صاحب کا لگایا ہوا یہ پودا ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے۔ ہماری نسلیں اس سے فیضیاب ہوں۔ آمین ثم آمین۔ اللہ ہم سب بھائیوں کو آپس میں پیار محبت نصیب کرے اور حلقے کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ یعقوب صاحب کے روحانی درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان سے فیضیاب ہونے کی توفیق دے۔

آخر میں چند اشعار:

ہماری بے وفائی پر بھی وہ اتنا پیار کرتا ہے
اگر ہم باوفا ہوتے تو کیا ہوتے

یہ جو دیوانے سے دو چار نظر آتے ہیں
ان میں کچھ صاحب اسرار نظر آتے ہیں
تیری محفل کا بھرم رکھتے ہیں سو جاتے ہیں
ورنہ یہ لوگ تو بیدار نظر آتے ہیں۔

توحید اور وحدت مسلمین

(محمد ریاض۔سکیسر)

جیسے اللہ ایک ہے اسی طرح اللہ تعالٰی نے اسلام میں ایسے ارکان بنا دیے ہیں کہ جو مسلمانوں کو ایک قوم کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ جیسے حج ہے۔اس میں کوئی یورپین ہے، امریکی ہے، یا ایشین ہے، اس کا رنگ گورا ہے، کالا ہے، یا گندمی ہے، سب ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ رنگ اور نسل کی تمیز کے بغیر ایک جیسے لباس میں ایک ہی طرح عبادت کرتے ہیں۔اسی طرح نماز بھی آپ اکیلے ادا کر سکتے ہیں لیکن فضیلت جو ہے وہ جماعت کے ساتھ ہے تاکہ آپ اکٹھے نظر آئیں جیسا کہ اقبال نے کہا ہے کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

سلسلہ عالیہ توحیدیہ میں فرقہ واریت سے اجتناب کا کہا گیا ہے۔ذات پات، اونچ نیچ، اور طبقاتی تقسیم سے بچنے کی بات بھی اس میں شامل ہے۔یہ مسلمانوں کی وحدت کو ختم کرتی ہے اور بڑی خطرناک چیز ہے۔ہم ایک امت اسی صورت بن سکتے ہیں جب کہ ہم ہر قسم کے فرقہ وارانہ، گروہی، مسلکی و فروعی اختلافات کو پس پشت ڈال کر ایک ہی جسم کی مانند سب اکٹھے ہو جائیں۔ ایک دوسرے کی طاقت بنیں جس سے بحیثیت مجموعی ہماری پہچان بطور مسلم اجاگر ہو۔سلسلہ عالیہ توحیدیہ کی تمام تعلیمات اس فکر اور سوچ کی آئینہ دار ہیں اور ہم سب توحیدی انفرادی اور اجتماعی ہر طرح سے ان تعلیمات کے علم بردار ہیں۔

اسلام کے برعکس دوسرے مذاہب کی اساس و بنیاد ہی بڑی کمزور ہے۔ہندو مذہب ہے

تو اس کی اساس یا بنیاد ہی ذات پات کے نظام پر رکھی گئی ہے۔ اگر ذات پات کی بات کو ہندو مذہب سے نکال دیں تو سارا مذہب ہی ختم ہو جاتا ہے جبکہ اسلام میں اونچ نیچ یا ذات پات کا کوئی تصور ہی موجود نہیں ہے۔ اسلام مساوات کا درس دیتا ہے جبکہ ہندو مت انسانیت کو تقسیم کرتا ہے۔ جو برہمن ہے، اس کے پاؤں چھونا اور اس کے گھٹنوں کو ہاتھ لگانا بھی باعث برکت ہے۔ اور شودر کے ساتھ بیٹھ کر کھانا بھی حرام ہے۔ اگر چہ دونوں انسان ہیں۔ اسی طرح عیسائیت میں پادری معصوم ہے، بھلے گناہ گار ہو۔ اسلام واحد مذہب ہے جس میں رنگ، نسل یا علاقائی بنیاد پر تفریق نہیں، بلکہ تمام عالم اسلام کو ایک جسم اور عمارت سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اسلام دشمن قوتوں نے اسلام میں وحدت امت کو غیر محسوس طریقے سے ختم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے لئے انہوں نے نام نہاد مسلم علماء سے مدد لی جنہوں نے مسلمانوں خصوصاً برصغیر کے مسلم معاشرے میں اس کے نفاذ کے لئے جھوٹی اور من گھڑت حدیثوں، قرآن کی غلط تشریح، اور خود ساختہ فقہی مسائل کا سہارا لے کر اسے اسلام کا حصہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے قبیلوں کو صرف پہچان کا ذریعہ بتایا ہے اور بزرگی یا بڑائی کی بنیاد تقویٰ کو قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں بھی اس کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی گورے کو کسی کالے پر اور کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، سوائے تقویٰ کے۔''

فرقہ پرستی اور طبقاتی تقسیم یا معاشرے میں اونچ نیچ لوگوں کے ذہنوں میں اور دلوں میں نفرت کو جنم دیتی ہے اور مسلمانوں کو ایک قوم اور ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہونے سے روکتی ہے۔ ایسی چیزیں جو معاشرے میں تقسیم کا باعث ہوں، بطور ایک توحیدی ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا چاہئے یاد رکھیں۔ اللہ کی مدد مسلمانوں کے لئے ہے نہ کہ کسی گروہ کے لئے۔ جب تک ہم گروہوں میں، فرقوں میں بٹے رہیں گے، دنیا میں نہ ہماری عزت ہوگی اور نہ اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہوگی۔

تصوف

(پروفیسر ڈاکٹر ملک غلام مرتضٰی)

دین کے ہر عمل کی ایک تو ظاہری شکل ہوتی ہے اور ایک اُس کی باطنی حقیقت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر نماز کی ظاہری شکل قیام، تلاوت، رکوع، سجود وغیرہ ہے۔ نماز کے فرائض وواجبات جن کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی، اس کی ظاہری شکل ہیں۔ اسی طرح شریعت نے نماز کی سنتیں اور مستحبات بیان کیے ہیں جن سے نماز خوبصورت بنتی ہے۔ یہ سب نماز کی ظاہری شکل ہیں جنہیں شریعت نے اہتمام اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔ ہر چند کہ نماز کی اس ظاہری شکل کا انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن نماز کی اصل حقیقت اس ظاہری شکل سے علیحدہ ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔ یہ خشوع وخضوع ہے۔ اللہ کے حضور الحاح وگریہ وزاری ہے۔ اللہ تعالٰی سے ہمکلامی ہے، اس سے عہدو پیان اور محبت بھری سرگوشی ہے۔ اسی کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: ”نماز مومن کی معراج ہے“۔

بالکل اسی طرح سے روزہ کا بھی ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ ایک اس کی شکل (Form) ہے اور ایک اس کی اصلیت یا حقیقت (Reality) ہے۔ روزہ کی ظاہری شکل دن بھر بھوکا پیاسا رہنا اور جنسی اختلاط سے اجتناب کرنا ہے۔ اس کے بغیر روزہ نہیں ہوتا۔ لیکن روزہ کی باطنی حقیقت تقویٰ کا حصول ہے کہ پورے کا پورا جسم معصیت چھوڑ دے اور اطاعت پر قادر ہو جائے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے: ''اے مسلمانوں! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

القصہ دین کے تمام اعمال کی ایک ظاہری شکل ہے اور ایک اس کی باطنی حقیقت ہے۔ ظاہری شکل کے بغیر باطنی حقیقت کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اور باطنی حقیقت کے بغیر ظاہری شکل ایک بے جان جسم کی طرح ہے۔ ظاہری شکل کا تعلق شریعت سے ہے اور باطنی حقیقت کا تعلق طریقت یا تصوف سے۔

احسان: قرآن مجید میں تصوف کا لفظ استعمال نہیں ہوا، لیکن ''احسان'' کی اصطلاح اس کے ہم معنی ہے۔ تصوف کا اصل مقصد درجہ احسان کا حصول ہے۔ ''احسان'' کی تعریف مشہور حدیثِ جبریل میں حضور ﷺ کی زبانی یوں بیان کی گئی ہے۔

ترجمہ ''تو اپنے پروردگار کی اس طرح سے عبادت کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں بھی دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ ہی رہا ہے۔''

بالفاظِ دیگر ''احسان'' اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری کی ایک عظیم کیفیت کا نام ہے۔ زبان سے تو سبھی سمجھتے ہیں کہ اللہ ہر جگہ اور ہر وقت دیکھ رہا ہے لیکن دل میں اس بات کا ٹھک جانا اور ہر وقت مستحضر رہنا کہ وہ میرے ساتھ ہے اور میں ہر وقت اس کے حضور میں ہوں اتنی بڑی کیفیت ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی نافرمانی اور کسی گناہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اتنی بڑی کیفیت بغیر مسلسل مشق کرنے کے حاصل نہیں ہوتی۔ سلوک و طریقت اس کیفیت کی تلاش میں چل نکلنے کا نام ہے۔'' (طریقت کے لفظی معنی راستے کے ہیں اور سلوک کے معنی چلنے اور راستہ طے کرنے'' کے ہیں۔

الغرض دین اسلام کے دو اہم حصے کیے جا سکتے ہیں۔ ایک دین کے ظاہری احکام

جنہیں شریعت کہتے ہیں۔دوسرے انہی احکام کی باطنی حقیقتیں جنہیں تصوف کہتے ہیں۔

تصوف کی ضرورت: یہاں ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ دین تو ابتدا میں ایک انتہائی سادہ آسان احکام کا نام تھا، یہ طریقت، سلوک اور تصوف کے نام کی اصطلاحات اور مختلف کیفیات کے حصول کے لئے مختلف قسم کی مشقیں اور مجاہدے تو حضور ﷺ کے زمانے میں نہیں تھے۔پھر یہ دین کا جزو کیسے بن گئے۔کہیں یہ سب کی سب دین میں اضافہ اور بدعت تو نہیں؟

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اس سوال کا بہت عمدہ جواب ارشاد فرماتے ہیں۔انہوں نے اس کی کافی تصریح فرمائی ہے۔ان کے خیال میں درجہ احسان جو تصوف کا عین مدعا ہے' ایک کیفیت متعدی ہے یہ ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل ہوسکتا ہے۔ صحبت کے اثر سے احسان کی نسبت آسانی سے منتقل ہو جاتی ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک بہرہ شخص کسی ایسی مجلس میں جا بیٹھے جہاں لوگ لطیفے سن سنا رہے ہوں اور خوب ہنس رہے ہوں۔یہ بہرہ آدمی محض ان لوگوں کو دیکھ دیکھ کر بغیر کسی لطیفہ کو سنے ہنستا رہے گا۔اسی طرح کسی ماتمی مجلس میں بغیر کسی ذاتی غم کے از خود مزاج پر رنج وغم کے اثرات ظاہر ہونے لگتے ہیں۔یہ صحبت کا اثر ہے۔یہ جب شدت سے ہوتا ہے تو ایک شخص کی پوری شخصیت دوسرے شخص میں منتقل ہونے لگتی ہے۔اسے القائے نسبت کہتے ہیں۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانے میں صرف حضور ﷺ کی زیارت سے اور مختصری صحبت سے احسان کا درجہ حاصل ہو جاتا تھا نبوت کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا تھا جس شخص نے بھی دل کے کشکول کو سیدھا کیا وہ از خود احسان کے نور سے لبالب ہوگیا (اپنے اپنے ظرف کے مطابق) اس لیے اس دور میں کسی قسم کی مشق اور مجاہدہ کی ضرورت ہی نہیں تھی (صرف اس کیفیت کو باقی رکھنے کے لئے پانچ وقت کی نماز، روزہ، زکوۃ، ایک مرتبہ

حج اور مختصر ذکر و فکر کافی تھے)لیکن بعد میں یہ نسبت احسان مدھم پڑتی گئی اور آخر کار اس کو حاصل کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے لوگوں کو مجاہدات کرنا پڑ گئے۔اس کی مثال بالکل ایسے ہے کہ تندرست و توانا انسان کے لئے تو روکھی سوکھی بھی بہت کافی ہوتی ہے لیکن اگر وہ خدانخواستہ بیمار پڑ جائے یا کسی وجہ سے کمزور ہو جائے تو اسے عام غذا سے مختلف غذا ،مختلف پرہیز ،مختلف قسم کی ورزشیں اور کئی طرح کی مقویات استعمال کرنی پڑتی ہیں ۔اب یہ تو طبیب کا ہی کام ہے کہ ہر شخص کو اس کے مزاج ،اس کے مرض اور اس کی ضرورت کے مطابق علاج تجویز کرے، چنانچہ جس طرح سے معاملات میں آئمہ دین نے اجتہاد کیا اور فقہ کے کئی مدارسِ فکر مرتب ہو گئے ،بالکل اسی طرح سے عبادات اور روحانی امراض کے سلسلہ میں بھی صاحب نسبت اللہ والوں نے اجتہاد کیا اور تصوف کے کئی سلاسل چل پڑے مثلاً سہروردیہ، چشتیہ، قادریہ ،نقشبندیہ وغیرہ۔بالفاظ دیگر شرعی امور میں اجتہاد کیا گیا تو فقہ مرتب ہو گئی اور روحانی امور میں قرآن وحدیث کی روشنی میں اجتہاد کیا گیا تو تصوف اُبھر کر سامنے آ گیا۔

ذکر وفکر: تصوف کے تمام سلسلوں میں ذکر وفکر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو زبان و دل سے یاد کرنا ہے۔اس میں تسبیح ،تحمید ،تہلیل وغیرہ کا زبانی ورد کرنا ،تلاوت کرنا اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کرنا اور سننا ،حضورﷺ کی سیرت بیان کرنا اور سننا شامل ہیں ۔ ذکر سے مراد یاد رکھنا بھی ہے اسے یادداشت کہتے ہیں ۔ذکر سے مراد ایسی شعوری کیفیت کو اپنانا ہے جس میں اس بات کا یقین ہو کہ میں خدا کی نگاہ میں ہوں اور وہ میری نگاہ میں ہے۔

ذکر کرتے کرتے روح لطیف ہو جاتی ہے تو بغیر زبان ہلائے بھی ذکر ہوتا رہتا ہے اور دل کا میلان اللہ کی طرف آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے۔آخر کار ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ ہر وقت دل و دماغ میں اللہ تعالیٰ کی محبت کے غلبہ کی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے اور انسان کی

سوچ صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں مرکوز ہو جاتی ہے۔ وہ اسی کی رضا کا طالب ہو جاتا ہے۔اس کی ایک ایک گھڑی اسی چنتا میں بسر ہوتی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا حقیقی قرب نصیب ہو جائے۔یہ "فکر" ہے۔

حضرت شاہ صاحب اس کی بہت عمدہ مثال دیتے ہیں، جیسے کہ ایک شخص سر پر گھڑا لیے جارہا ہو وہ ادھر ادھر کی لاکھ باتیں سوچتا پھرے مگر گھڑے کا خیال اس کے دل سے محو نہیں ہوسکتا۔اسے ہر آن یہی فکر رہے گی (خواہ یہ فکر تحت الشعور میں ہی کیوں نہ ہو) کہ کہیں گھڑا سر پر سے گر نہ جائے۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی
در شب معراج بودت جبرائیل اندر رکاب
بانی ہذا بہ سریر گنبد خضرا توئی
یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجزا ً
عاجزاں راں راہنما و جملہ ساماں توئی
شمس طبریزی چہ داند نعت گوئی ہائے تو
مصطفیٰ و مجتبیٰ و سید اعلیٰ توئی

(شمس طبریزیؒ)

سریلے نغمے اور رسیلے گیت

(پروفیسر احمد بن ولید عراقی)

اللہ تعالیٰ کی تلاوت قرآن مجید:

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اعلیٰ درجہ کے جنتی جنت میں روزانہ دومرتبہ اللہ جبار کے حضور زیارت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے سامنے تلاوت قرآن کرے گا قرآن سننے والوں سے ہر جنتی اپنی اس مجلس پر رونق افروز ہوگا جہاں وہ بیٹھا کرتا تھا گوہر، یاقوت، زبرجد، سونے اور زمرد کے منبروں پر اپنے اپنے اعمال کے درجات کے مطابق بیٹھیں گے اس قرات سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اس سے بڑھ کر کوئی عظمت والی اور حسین چیز نہیں سنیں گے اس کے بعد وہ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر اپنی مسرور آنکھوں کے ساتھ ایسی ہی کل تک کے لئے واپس لوٹ آیا کریں گے۔

جنتی سماع: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کئے تو وہ جنت میں مسرور ہوں گے

(سورہ روم آیت 15)

حضرت یحیٰی بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فی روضۃ یحبرون کی تفسیر میں فرماتے ہیں وہ جنتی جنت میں سماع سے مسرور ہوں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام: حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اس (حضرت داؤد علیہ السلام) کے لیے ہمارے پاس قرب کا مرتبہ ہے اور لوٹنے کی بہترین جگہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قیامت کے دن حضرت داؤد علیہ السلام کو عرش کے پائے کے پاس کھڑا کیا جائے گا اور ان کو حکم دیا جائے گا اے داؤد اس حسین اور رزم و نازک آواز میں میری بزرگی بیان کرو جس طرح سے تم دنیا میں بیان کرتے تھے۔ وہ عرض کریں گے! اے رب کیسے حمد کروں؟ تو نے تو میری خوش الحانی واپس لے لی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں اس کو آج پھر واپس کرتا ہوں چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام ایسی ایسی آواز کے ساتھ حمد ادا کریں گے کہ جنت کی نعمتوں کو بھی بھلا دیں گے۔ حضرت داؤد علیہ السلام جنت میں بھی خوبصورت آواز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل بجالائیں گے۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ترانہ:

امام اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مخلوق میں حضرت اسرافیل علیہ السلام سے زیادہ حسین اور دلکش آواز کا مالک کوئی (فرشتہ) نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو حکم فرماتا ہے اور یہ ایسی خوش الحانی شروع کرتے ہیں کہ آسمانوں میں موجود نماز پڑھنے والے فرشتوں کی نماز کو بھی کاٹ دیتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں وہ اس حالت میں خوش الہانی میں مصروف رہتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے غلبہ کی قسم! اگر (غیروں کی) عبادت کرنے والے میری عظمت کی قدرومنزلت کا علم رکھتے تو وہ میرے غیر کی عبادت کبھی نہ کرتے۔

فرشتوں کی حمد و ثناء میں نغمہ سرائیاں: حضرت شہر بن حوشب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ جل شانہ (قیامت کے دن اور جنت) میں اپنے فرشتوں سے فرمائے گا میرے نیک بندے دنیا میں خوبصورت آواز پسند کرتے تھے لیکن میری خاطر انہوں نے اس کا

سننا چھوڑ دیا تھا تم حسین ترین آواز میں میرے بندوں کو میری حمد و ثنا سناؤ چنانچہ وہ کلمہ تسبیح اور اللہ کی عظمت کو ایسی حسین آوازوں میں پیش کریں گے جن کو انہوں نے کبھی نہیں سنا ہو گا۔

کستوری کے باغات میں:

حضرت محمد بن منکدر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی ندا کرے گا وہ حضرت کہاں ہیں جو اپنے آپ کو کھیل اور شیطان کے باجوں سے بچاتے تھے ان کو کستوری کے باغات میں بٹھلاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرمائے گا تم ان حضرات کو میری حمد و ثنا سناؤ اور ان کو بتا دو کہ ان پر کسی قسم کا خوف نہیں اور کسی قسم کا رنج نہیں۔

فرشتوں کی تلاوت:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص گانے کی آواز سنے گا اس کو روحانیون کی خوش الحانی سننے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ روحانیون کون ہیں

وہ جنت کے قاری فرشتے ہوں گے

فرشتوں کے ترانے:

مفسر و محدث تابعی حضرت امام مجاہد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن ایک منادی ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنی آوازوں کو اور اپنے کانوں کو فضولیات اور شیطان کے باجوں سے محفوظ رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ ان حضرات کو کستوری کے باغ میں اکٹھا کر دے گا اور فرشتوں سے فرمائے گا کہ تم میرے ان بندوں کے سامنے میری حمد اور بزرگی بیان کرو اور ان کو یہ خوشخبری سنا دو کہ ان پر کوئی خوف کی بات نہیں اور نہ ہی کوئی غم کی بات ہے۔

جنت میں دنیا کی عورتوں کا ترانہ:

جنت کی عورتیں اپنے اپنے خاوندوں کے سامنے ایسے (خوبصورت) آوازوں میں نغمہ سرائی کریں گی جس کو کسی نے اس سے پہلے نہیں سنا ہو گا جو ترانے وہ گائیں گی ان میں سے ایک یہ ہے

نحن الخیرات الحسان ازواج قوم کراہ

ینظرون بقرۃ اعیان

ہم بہت اعلیٰ درجہ کی حسین عورتیں ہیں بڑے درجہ کے لوگوں کی بیویاں ہیں وہ آنکھوں کی ٹھنڈک اور لذت کے لطف اندوز ہونے کے لیے ہمیں دیکھتے ہیں

نحن الخالدات لا یمتن نحن الامنات فلا یخفن

نحن المقیمات فلا یظعن

ہم ہمیشہ زندہ رہیں گی کبھی فوت نہ ہوں گی ہم ہمیشہ ہر طرح کی تکلیف سے امن میں ہیں کبھی خوف نہیں کریں گی ہم دائمی طور پر جنت میں رہنے والیاں ہیں کبھی اس سے نکالی نہ جائیں گی۔

حوروں کی نغمہ سرائی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کی حوریں ترنم سے ترانے کہیں گی وہ کہیں گی۔

ہم حسین و جمیل حوریں ہیں اور بڑی شان والے خاوندوں کو تحفہ میں عطا کی گئی ہیں

لڑکیوں کی آواز میں ترجمہ:

حضرت سعید بن جبیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم ہم سے سوال کرو کیونکہ تم ہم سے کسی ایسی چیز کا سوال نہیں کرو گے مگر ہم نے

اس کے بارے میں پوچھ رکھا ہے۔ایک شخص نے عرض کیا: کیا جنت میں نغمہ سرائی ہوگی؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کستوری کے کوزے ہونگے جن کے پاس لڑکیاں ہوں گی جو اللہ تعالیٰ عزوجل کی ایسی آوازوں میں بزرگی بیان کریں گی کہ ان کی مثل کانوں نے کبھی بھی نہیں سنی ہوگی۔

حوروں کا ترانہ:

جنت میں اہل جنت کے لیے محافل غناءوسماع بھی منعقد کی جائیں گی جس میں نرم ونازک، نازنین جنت اپنی میٹھی، سریلی اور پرسوز آوازوں میں اپنے جنتی خاوندوں کو غزلیں سنایا کریں گی ان غزلوں کے چند مصرعے یہ ہیں۔

ہم حسین اجسام و عادات والی حوریں ہیں ہم نیک اور کریم النفس خاوندوں کے لیے پیدا کی گئیں ہیں ہم ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہیں ہمیں کبھی موت نہیں آئے گی ہم امن و سکون فراہم کرنے والیاں ہیں ہم سے کسی قسم کے ضرر کا اندیشہ نہیں ہم ساتھ نبھانے والیاں ہیں کبھی چھوڑ کر نہ جائیں گی۔

جب محفل سماع وغنا کا مقام جنت ہوگا تو سننے والے بھی جنتی ہوں گے اور جب غزل سرا حوریں ہوں گی تو کیا سماں ہوگا ان خوبصورت موٹی اور سرمگیں آنکھوں والی حوروں کے ان گیتوں کو سن کر اہل جنت خوب خوب انجوائے کریں گے انشا ءاللہ

حور عین لاجواب:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں حور عین کی ایک مجلس منعقد ہوا کرے گی وہ ایسی خوبصورت آوازوں میں گائیں گی کہ مخلوقات نے ان جیسی نغمہ سرائی کبھی نہ سنی ہوگی وہ کہیں گی۔

ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی ہم ہمیشہ نعمتوں میں پلنے والیاں ہیں کبھی خستہ حال نہ ہوں گی ہم اپنے خاوندوں پر راضی رہنے والیاں ہیں کبھی بھی ناراض نہ ہوں گی بشارت ہو اسکے لیے جو ہمارا خاوند بنا اور ہم اس کی بیویاں بنیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ جب حورعین یہ ترانہ کہیں گی تو دنیا کی مومن عورتیں اس ترانہ کے ساتھ جواب دیں گی۔

ہمیں نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے تم نے نمازیں نہیں پڑھیں ہم نے روزے رکھے ہیں تم نے نہیں رکھے ہم نے وضو کیے ہیں تم نے وضو نہیں کیے ہم نے زکوٰۃ وصدقات کیے ہیں تم نے نہیں کیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں: اس جواب کے ساتھ یہ دنیا کی عورتیں حورعین پر غالب آجائیں گی اس کے علاوہ حوریں اور بھی کئی طرح کے اشعار گنگنائیں گی جیسا کہ ان کتابوں میں موجود ہے۔

سب سے خوبصورت آواز:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جنت کی لمبائی کے برابر ایک نہر ہے جس کے دونوں کناروں پر کنواری لڑکیاں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی ہیں اور جن خوبصورت آوازوں کو مخلوقات سنتی ہیں ان سے زیادہ حسین آوازوں میں نغمہ سرائی کرتی ہیں حتیٰ کہ جنتی جنت میں ایسی لذت اور نہ پائیں گے۔ پوچھا گیا: اے ابوہریرہ یہ کس چیز کی نغمہ سرائی کریں گے؟ انہوں نے فرمایا: وہ انشاءاللہ تسبیح، حمد، تقدیس اور ثناء کی نغمہ سرائی کریں گی۔

درختوں اور حوروں کا مقابلہ حسن صوت:۔

ایک قریشی آدمی نے حضرت امام ابن شہاب زہری رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا:

کیا جنت میں گانا بھی ہوگا کیونکہ مجھے خوبصورت آواز پسند ہے۔

آپ نے فرمایا جس ذات کے قبضہ قدرت میں ابن شہاب کی جان ہے بالکل ہوگا جنت میں ایک درخت ہوگا جس کے پھل لولو اور زبرجد کے ہوں گے اس کے نیچے نوخواستہ لڑکیاں ہوں گی جو خوبصورت انداز سے قرآن مجید کی تلاوت کریں گی اور یہ کہیں گی ہم نعمتوں کی پلی ہوئی ہیں ہم ہمیشہ رہیں گی کبھی نہ مریں گی جب وہ درخت اس کو سنے گا تو اس کا ایک حصہ دوسرے سے باریک ترنم سے ملاپ کھائے گا تو وہ لڑکیاں خوبصورت آواز میں اس کا جواب پیش کریں گی اور جنتی فیصلہ نہیں کر سکیں گے کہ ان لڑکیوں کی آوازیں زیادہ خوبصورت ہیں یا درخت کی۔

ایک درخت کی دلکش آواز:

امام اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ حضرت عبدہ بن ابی لبابہ رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے پھل زبرجد یاقوت اور لؤلؤ کے ہیں اللہ تعالیٰ ہوا کو چلائے گا تو وہ درخت حرکت میں آئے گا تو جنتیوں کو اس کی ایسی ایسی حسین آوازیں سننے کو ملیں گی کہ انہوں نے اس سے زیادہ لذیذ کوئی آواز نہ سنی ہوگی۔

درخت کا حسین ترنم:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جنت میں گیت ہوگا کیونکہ میں گیت کو پسند کرتا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ جنت کے درخت کی طرف پیغام بھیجے گا کہ میرے ان بندوں کو جنہوں نے دنیا میں اپنے آپ کو باجوں اور گانوں کی بجائے میرے ذکر میں مصروف رکھا تو ان کو اس آواز میں تسبیح وتقدیس سنا کہ ایسی مخلوقات نے کبھی نہ سنی ہو۔

درخت سے آواز:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے تنے سونے کے ہوں گے اور شاخیں زبرجد ولؤلؤ کی اس پر ہوا چلے گی تو اس کی شاخیں حرکت میں آئیں گی اس کو سننے والے اس سے زیادہ لذیذ کوئی آواز نہیں سنیں گے۔

حسین ترین آوازیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک درخت ہے جو تیز رفتار سوار کے اس کے سایہ میں سو سال چلنے کے برابر طویل ہے جنت والے اور بالا خانوں وغیرہ والے باہر نکل کر اس کے سایہ میں باتیں کیا کریں گے ان میں سے کوئی جنتی دنیا کے گانے باجے یاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا کو روانہ کرے گا جو اس درخت سے دنیا کی ہر طرح کی سریلی آوازوں اور نغمہ طرازیوں کو پیدا کرے گا۔

ہواؤں کے گیت:

ارشاد خداوندی فی روضۃ یحبرون کی تفسیر میں امام اوزاعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب جنت والے خوبصورت آواز سننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دے گا ان ہواؤں کا نام عفافہ ہے یہ نرم لولو کے سرکنڈوں کی گنجان جھاڑیوں میں داخل ہوں گی اور ان کو حرکت دیں گی تو وہ ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے اور جنت میں کوئی درخت ایسا باقی نہیں رہے گا جس کو پھول نہ لگیں۔

سانس کی مثل ذکر کی عبادت:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنتیوں کی تسبیح اور تحمید اس طرح سے القاء کی جائے گی جیسے (جانداروں کو) سانس القاء کیا جاتا ہے۔

جنتیوں کی تسبیح اور تحمید سانسوں سے بلا تکلف اور بغیر ارادہ کے خود بخود ادا ہوگی۔

مغربی اسکالرز کا اعتراف حقیقت

(مولانا واحد بخش سیال)

ڈاکٹر نکلسن کا اعتراف:

اسلامی اثرات کے موضوع پر ڈاکٹر نکلسن Nicholson لکھتے ہیں۔ ''روحانی سائیکالوجی اور روحانی بلندیوں کے متعلق اب بھی اہل مغرب اسلام سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔عیسائی یورپ نے تہذیب وتمدن کے میدان میں اسلام سے کتنا بڑا قرض حاصل کیا اس کی تفصیل معلوم کرنے میں ہم تا حال قاصر رہے ہیں۔البتہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ یہ قرض بہت بڑا تھا۔ ہم لوگ یہ خیال بھی نہیں کر سکتے کہ ہمارے اکابر مثل تامس ایکوئی ناس (THOMAS ACQUINAS) ایکہارٹ ECKHART اور ڈانٹے DANTE اسلامی اثرات سے محروم رہے ہوں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ روحانیت وہ علاقہ ہے کہ جہاں اسلامی تصوف اور عیسائی روحانیت کا گہرا میلاپ ہوا اگر چہ ہماری ریسرچ اب تک نامکمل ہے۔پھر بھی یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اسلام کی فتاویٰ تحریک کا قرون وسطیٰ میں یورپ کی کلاڈ تحریک پر گہرا اثر ہوا۔''

آگے چل کر نکلسن اپنی کتاب Idea of personality of God میں لکھتے ہیں:۔''یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ تصوف کی اصل قرآن اور سنت ہے اور جب تک ہم اسے اس کے اصلی ماخذ (قرآن وسنت) کی روشنی میں نہ دیکھیں اسے سمجھنے سے قاصر ہیں اب میں ایک اور بات کہتا ہوں وہ بات جس کی بعض نے تردید کی ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ

اس حقیقت کے بغیر اسلامی تاریخ ہرگز اس قدر شاندار نہیں ہوسکتی تھی ۔ لوگ خواہ کچھ کہیں قرآن میں بے شمار ایسی باتیں ہیں جو تصوف کی بنیاد ہیں'' اپنے شاگرد آربری کے خط کے جواب میں ڈاکٹر نکلسن نے حدیث نبوی اور تصوف کی شان میں جن جذبات کا اظہار کیا اس کا خلاصہ یہ ہے:۔

''سر عبداللہ سہروردی نے انڈیا اور انگلینڈ میں علمی و ادبی کارناموں کے ذریعے اسلامی زندگی اور اسلامی تہذیب وتمدن کو جس طرح زندہ کیا ہے اس سے مغربی دنیا میں صدیوں سے جو لاعلمی اور تعصب چلا آرہا تھا اب وہ دور ہو رہا ہے اور اسلام کی عظمت کا مہذب دنیا میں صحیح اندازہ ہونے لگا ہے خاص طور پر ان کا ترجمہ حدیث نبوی ہے جس کا نہ صرف روس کے ادیب ٹالسٹائے (TOLSTOY) پر گہرا اثر ہوا ہے بلکہ میرے اپنے ہم وطن مفکرین کو بھی پیغمبر اسلام کی ان روحانی اور عملی زندگی کی بے بہا حکمتوں سے آگاہ کیا ہے جو رسول عربی کے متبعین کا مایہ ناز ورثہ ہے جو انہوں نے بطریق احسن جمع کیا اور باقی دنیا تک پہنچایا اور یہ ان حضرات کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج یہ ورثہ نبوی ساری دنیا کا مشترک سرمایہ بن گیا ہے صوفیا کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت مجھ پر بھی منکشف ہوچکی ہے کہ قرآن وحدیث کی دوہری بنیاد TWIN FOUNDATION کے بغیر نہ تصوف کی یہ خوبصورت اور عالی شان عمارت تعمیر ہوسکتی تھی نہ قائم رہ سکتی تھی ۔ جس فقر کو پیغمبر اسلام نے اپنا فخر قرار دیا وہ دراصل روحانی فقر تھا جس کی وجہ سے آپ خدا کے سوا سب کچھ ترک کرسکتے تھے اس فقر کا ظاہری نشان یہ تھا کہ آپ کو مادی دنیا سے کوئی رغبت نہ تھی ۔ ڈاکٹر نکلسن آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

''بعض مصنفین نے تاریخ تصوف لکھنے کی ناکام کوشش کی ہے لیکن کوئی اطمینان

بخش نتیجہ نہیں نکلا۔اس کی وجہ معلوم کرنا مشکل نہیں۔اب میں ایک قطعی بات کہتا ہوں وہ یہ کہ اس وقت تصوف کے متعلق ہم جزوی طور پر بھی کچھ نہیں لکھ سکتے کیونکہ بدقسمتی سے تصوف کی بنیادی کتابیں تا حال غیر مطبوعہ نسخوں کی صورت میں پڑی ہیں جن کے بغیر تصوف کا تنقیدی جائزہ ناممکن ہے ماسینیوں (MASSIGNON) کی کتاب لاپیشان ڈے الحلاج (LA PASSION DE ALHALLAJ) کے مطالعہ سے ظاہر ہے کہ جن دستاویز پر ان کا انحصار رہا ہے وہ اب تک غیر مطبوعہ ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی سکالر کے لیے اس وقت تصوف کے متعلق کوئی فیصلہ دینا ناممکن ہے۔اس لحاظ سے ماسینیوں کا یہ کارنامہ ہمارے لیے ایک ٹیسٹ کیس (TEST CASE) ہے۔"

لوئی ماسینیوں کا اعتراف :

فرانس کے فاضل مصنف ڈاکٹر لوئی ماسینیوں (LUIS MASSIGNON) یورپ میں شیخ منصور حلاجؒ پر سند (AUTHORITY) مانے جاتے ہیں۔ماسینیوں نے جان بوجھ کر حلاج کو اپنی ریسرچ کا مضمون اس لیے بنایا ہے کہ حلاج ایک اختلافی (CONTROVERSIAL) شخصیت ہیں اور اکثر مستشرقین نے انکی طرف جست لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وحدت الوجود کی وجہ سے وہ عیسائی مذہب کی طرف راغب ہو گئے تھے اور اسلام ترک کر دیا تھا اسلامی وحدت الوجود اور حلاج کی اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے محبت کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔حالانکہ غلبہ استغراق میں بھی وہ قید خانہ کے اندر ہر رات پانچ سو رکعت نفل ادا کرتے رہے جب کہ ان کو گرفتار کرنے والے خود کم سے کم فرائض اور سنن موکدہ پر اکتفا کرتے تھے۔ماسینیوں کی دیانت اور محققانہ کاوشوں کے متعلق پروفیسر آربری لکھتے ہیں:۔

''مستشرقین کے لیے یہ کہہ کر خاموش ہو جانا کافی نہیں کہ حلاج نے نظریہ فنا ہندوؤں کے فلسفہ دھیان اور ''پتنجلی'' سے اخذ کیا۔ یہ نظریہ قبول کرنے سے پہلے چند امور کا ثابت کرنا ضروری ہے اُن میں سے زیادہ اہم یہ اصول ہے کہ آیا اُس زمانے میں اسلام اور ہندو مذہب کے درمیان تبادلہ خیالات ممکن بھی تھا۔ ماسینیوں کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے اس اصول کے مطابق تصوف کی اصل کے متعلق تمام نظریات (THEORIES) پر ریسرچ کی ہے مثلاً تصوف پر ہندو اثرات کا نظریہ عیسائی اثرات کا نظریہ ایرانی اثرات اور نو افلاطینت کا نظریہ اور مجوسی اثرات کا نظریہ۔ اس تنقید، قطع و برید اور تعدیل کے بعد ماسینیوں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ:۔

''تصوف اسلامی کی ابتدا قرآن ہے جو ہمیشہ پڑھا جاتا ہے جس پر ہمیشہ غور و خوض کیا جاتا ہے اور جس پر ہمیشہ مسلمانوں کا عمل رہا ہے قرآن سے تصوف کا نشو و نما ہوا اور قرآن ہی تصوف کے تمام مقامات و منازل کا سرچشمہ ہے۔ یہاں تک کہ شطحیات (بظاہر غیر شرع اقوال مثل انا الحق وغیرہ) بھی قرآن سے ثابت کیے جاسکتے ہیں کہ جب صوفی ذاتِ حق میں فنا ہو کر اپنی اَنا اور ذاتِ حق کی انا میں فرق محسوس نہیں کرتا۔ اور صیغہ واحد متکلم استعمال کرتا ہے''۔

مارگریٹ سمتھ کا اعتراف:

مارگریٹ سمتھ کا شمار بھی یورپ کے اہم سکالروں میں ہوتا ہے۔ یورپ میں وہ حارث محاسبیؒ پر اتھارٹی سمجھی جاتی ہیں۔ انہوں نے امام غزالیؒ پر بھی ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام الغزالی ہے۔ اس کتاب کے تیرہویں باب میں انہوں نے مسلم اور غیر مسلم ارباب روحانیت پر امام غزالی کے اثرات اور احسانات کا ذکر کیا۔ یہاں ہم صرف ان بڑے بڑے غیر مسلم روحانی پیشواؤں کا ذکر کرتے ہیں جو مارگریٹ سمتھ کی تحقیق کے مطابق امام موصوف

سے فیضیاب ہوئے ہیں۔ کتاب مذکور کے صفحہ۲۱۹ پر مارگریٹ سمتھ لکھتی ہیں:۔

قرونِ وسطیٰ کے یہودی فکرو فلسفہ پر بھی غزالی ؒ کا بہت بڑا اثر ہوا۔ کیونکہ ان کی اخلاقی تعلیمات اپنے معیار میں یہودی فکرونظر کے بہت مشابہ تھیں۔ چنانچہ ان کی تصانیف سے یہودی حلقہ ہائے علم وادب بہت متاثر ہوئے اور غزالی کی نہ صرف روحانی تعلیمات سے انہوں نے استفادہ کیا بلکہ ان کے فلسفیانہ نظریات کا بھی اُن پر گہرا اثر ہوا جیسا کہ میمونائیڈس (MAIMONIDES) وغیرہ نے بے حد اثرات قبول کیے۔ غزالی کی موت کے ایک سو سال کے اندر اندر غزالی کی تصانیف کے عبرانی اور لاطینی تراجم وجود میں آ گئے مثلاً مشہور یہودی فاضل ابن داؤد (AVENDEATH) جو ٹولادو (TOLEDO) کا باشندہ تھا اور ۱۰۹۰ء سے ۱۱۶۵ء تک حینِ حیات میں رہا غزالی کی تعلیمات سے اس قدر متاثر ہوا کہ اسلام قبول کر کے ڈومینک گنڈی سوس (DOMINIC GINDISALVUS) اور آرچ ڈیکن آف سیگوویہ (ARCHADEGAN OF SEGOVIA) کی معیت میں اُن کی فلسفہ کی تصانیف کے لاطینی زبان میں تراجم کیے اسی طرح یہودی سکالر ابراہیم بن حسدائی (ABRAHAM IBN HASADI) ساکنِ بارسیلونہ (BARCELONA) نے تیرہویں صدی عیسوی میں غزالی کی کتاب میزان العمل کا عبرانی زبان میں ترجمہ کیا۔ غزالی کی کتاب مشکوۃ الانوار بھی یہودی حلقوں میں بہت مقبول ہوئی اور اسحاق الفاسی نے اس کا ترجمہ کیا جس کے اقتباسات سولہویں صدی کے ایک یہودی سکالر موسےٰ بن حبیب (MOSES IBN HABIB) ساکن لسبن نے اپنی تصانیف میں پیش کیے ہیں۔ موسےٰ بن حبیب خود بھی شاعر ادیب اور فلسفی تھا۔'' آ گے چل کر مارگریٹ سمتھ نے لکھا ہے کہ یہودی فلسفہ روحانیت قبـــــالـــــہ کے دس نکات غزالی کی کتاب

المعارف العقلیہ میں موجود ہیں اور قبالہ کے تین مقامات عالم ناسوت عالم مثال اور عالمہ علوی غزالی کے عالم ملکوت عالم جبروت اور عالم شہادت کی گونج ہیں ۔نیز یہودی روحانی کتاب زوھار بھی غزالی کے فلسفہ روحانیت سے بہت مشابہ ہے اور ذوھار کی اصطلاحات "NEPHESH"-"RUAH"اور "NESHAMA"اور غزالی کی اصطلاحات "روح ""نفس اور"نسمہ "مندرجہ رسالہ لرنیہ سے متعلق ہیں۔

ولیم سٹوڈارڈ کا اعتراف :

اپنی کتاب Sufism میں لکھتے ہیں" اسلام کے بغیر کوئی تصوف نہیں ہے ۔ تصوف اسلام کی روح اور جان کی حیثیت رکھتا ہے روحانیت ہر مذہب کی جان اور بطون ہے ۔جسم کو جان سے جدا کرنا ایسا ظلم ہے کہ جس سے وہ زندہ نہیں رہ سکتا ۔ماضی قریب میں اسلامی تصوف کو مغربی دنیا میں جس قدر اس ظلم سے نقصان پہنچا ہے کسی اور چیز کو نہیں پہنچا۔آج بعض لوگ کہتے ہیں کہ تصوف کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ۔گویا وہ لوگ ہمیں یہ باور کرانے کی کوشش کررہے ہیں کہ انسان روح کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے۔ہم یہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ ایک عیسائی مسٹک (MYSTIC) عیسائی مذہب کے بغیر یا ایک صوفی اسلام کے بغیر وجود میں آسکتا ہے۔اسلام کے بغیر تصوف ہرگز وجود میں نہیں آسکتا۔"

وہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:۔

"اسلام مجموعہ ہے ظاہر و باطن کا ظاہر اور باطن کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔اس تعلق کو ایک مثال سے ظاہر کیا جا سکتا ہے ۔اسلام کے ظاہری حصے یعنی شریعت کو ایک دائرہ کے محیط اور اس کی حقیقت یا بطون کو اس دائرہ کے مرکز سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اور دائرہ کا قطر وہ راستہ ہے کہ جس کے ذریعے محیط یعنی شریعت سے ہو کر انسان مرکز یعنی حقیقت تک

رسائی حاصل کرتا ہے یعنی عمل سے یقین تک اور یقین سے مشاہدہ تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ اس لیے شریعت یعنی اسلام کے ظاہری جسم کے بغیر حقیقت تک رسائی حاصل کرنا محال ہے۔"

آجکل کے مستشرقین کے احساسِ برتری (SUPERIORITY COMPLEX) پر ضرب لگاتے ہوئے ولیم سٹوڈارڈ لکھتے ہیں:۔

"ایک متوسط یورپین جو دورِ حاضر کی پیداوار اور ذہنی شکنجے میں گرفتار ہے دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں ایک گونا فخریا احساسِ برتری میں مبتلا ہے۔ بعض لوگ شعوری یا لاشعوری طور پر اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ تہذیب حاضر عیسائی مذہب کا ظہور ہے اس لیے وہ اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ عیسائی مذہب باقی مذاہب پر فوقیت رکھتا ہے۔ تقابلِ ادیان کے میدان میں اس سے بڑھ کر کوئی غلطی ممکن نہیں۔"

شریعت اور حقیقت کے باہمی تعلق کے متعلق ولیم سٹوڈارڈ مزید کہتے ہیں کہ:۔

"دراصل شریعت ظہور ہے حقیقت کا۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیا ہمیشہ شریعت کی حمایت میں کمربستہ رہے ہیں۔"

یہی وجہ ہے کہ بایزید بسطامیؒ نے ساری عمر خربوزہ اس خوف سے نہ کھایا کہ ممکن ہے رسول خدا ﷺ نے کسی اور طرح سے اُسے کاٹا اور تناول فرمایا ہو اور میں سنت رسول کی عدم پیروی کا مرتکب ہو جاؤں۔

شریعت اور تصوف کی ہم آہنگی کے متعلق ولیم سٹوڈارڈ مزید لکھتے ہیں کہ:۔

"مختصر الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تصوف شریعت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے جیسا کہ لوئی ماسینوں اور دوسرے دانشوروں نے ثابت کیا ہے۔ تصوف کی ہر چیز اور صوفیاء کا ہر فعل قرآن پر مبنی ہے اور قرآن ہی پر شریعت کا مدار ہے۔ اس سے اُن تمام

الزامات کی تردید ہوتی ہے کہ تصوف بیرون اثرات کا ممنون ہے مثلاً نوافلاطونیت عیسائیت یا ہندو مذہب کا۔"

ولیم سٹوڈارڈ اس الزام کی بھی پُرزور تردید کرتے ہیں کہ تصوف کے اندر ابن عربی کا وحدت الوجود عیسائی اور نوافلاطونی اثرات کا نتیجہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:۔

"تصوف کا بنیادی اصول وحدت الوجود ہے جس سے مراد وجودِ حق ہے۔ حالانکہ وحدت الوجود کی اصل شہادہ (یا مشاہدہ) ہے جو لا الہ الا اللہ کا مفہوم ہے کیونکہ لا الہ الا اللہ کا مطلب صرف یہ نہیں کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں بلکہ یہ بھی ہے کہ خدا کے سوا کوئی وجود حقیقی نہیں ہے۔ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں سے ایک نام حق بھی ہے جس کا مطلب ہے حقیقت یا سچائی (REALITY OR TRUTH) صوفیا کا عقیدہ ہے کہ اضافی یا اعتباری وجود (وجودِ کائنات) کا لعدم ہے اور جُزو (FINITE) بغیر کل (INFINITE) کوئی وجود نہیں۔ اسلام میں انسان صرف قرآن کے ذریعے جو خدا کا کلام ہے یا پھر پیغمبر اسلام کے ذریعے حق تعالیٰ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے قرآن کا خلاصہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اس شہادت کے ذریعے انسان ایک تو خدا کی وحدانیت دوسرے نبی کی نبوت میں سے حصہ لے سکتا ہے۔

شہداء کے اجسام کا محفوظ رہنا

(سلطان بشیر محمود)

''نہایت بزرگ و برتر ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں کائنات کی سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔''

(سورۃ الملک، آیات۔1-2)

قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات مبارکہ یہ باور کراتی ہیں کہ جس طرح زندگی ایک تخلیق ہے موت بھی بالکل اسی طرح ایک حقیقی امر ہے۔اگر یہ ہوتا ہے تو وہ بھی ہوتا ہے۔ یہ ایک ہی چیز کی دو حالتوں کا نام ہے اس لیے وحی الٰہی کی ایسی ہدایات اور مزید برآں جدید اور قدیم سائنسی تجربات مشاہدات کی بنیاد پر اس بات میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے کہ حیات بعد الموت ایک زندہ حقیقت ہے اور ارواح کا عالم برزخ سے عالم شہود آنا جانا کوئی انہونی بات نہیں۔یعنی مرنے کے بعد انسان کا نفس (Spirit) زندہ رہتا ہے۔یوں زندگی کی طرح موت کے بعد والی حالت بھی روح کے لئے شعوری حالت ہے۔جس میں خوشی ناخوشی، اطمینان اور یاس وحسرت سبھی کچھ ہے جن کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اس فرد نے دنیاوی زندگی کیسے گزاری تھی۔ جو یہاں عقل کے اندھے ہیں وہ وہاں بھی اندھے ہی رہتے ہیں مگر یہ کہ ان پر حیات بعد الموت کی حقیقت روز روشن کی طرح آشکار ہو جاتی ہے اور یہی بات ان کی ہمیشگی کی یاس وحسرت کا باعث بن جاتی ہے۔

ذیل میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی احادیث اور قرآن کریم کی آیات کریمہ

کے حوالہ سے ہم برزخی حیات کے کچھ مزید پہلوؤں کو واضح کریں گے۔ اسی ضمن میں ایک نہایت اہم بات ان لوگوں کی ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دے دیتے ہیں۔ قرآن کریم ان کو مردہ کہنا بھی گوارہ نہیں کرتا اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مٹی اور اس میں رہنے والے کیڑے بھی ان کے اجسام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بے شمار مشاہدات ثابت کرتے ہیں کہ قبروں میں ان کے اجسام خراب نہیں ہوتے اور صدیوں بعد بھی وہ تر وتازہ حالت میں پائے گئے ہیں۔

آئیں سب سے پہلے خصوصاً شہدا کی شعوری حالت کے بارے میں احادیث کی کتابوں میں دیئے گئے واقعات کو دیکھتے ہیں۔

1- شہداء کا دیکھنا ، سننا اور سمجھنا :

بخاری شریف کی حدیث ہے کہ سید دو عالم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ ''شہید کے لئے ایک جسم نہایت خوبصورت اترتا ہے اور محافظ فرشتے اس کے نفس سے کہتے ہیں کہ وہ اس میں داخل ہو جائے۔ اس وقت وہ اپنے پہلے بدن کو دیکھ رہا ہوتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ ان کی باتیں سنتا ہے اور کلام کرتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ اس کی باتیں سنتے ہیں۔ اور اسے دیکھتے بھی ہیں حالانکہ ان کے حواس خمسہ سے وہ اوجھل ہوتا ہے یہاں تک کہ جنت سے اس کی بیبیاں اسے آ کر لے جاتی ہیں۔ (بحوالہ کتاب الروح)

2- عالم برزخ میں آزادی:

امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ'' بیشک دنیا کافر کی جنت اور مسلمان کے لئے زندان ہے۔ مومن کی جب جان نکلتی ہے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی پرندہ ہے جو پنجرہ سے آزاد کر دیا گیا ہو کہ زمین پر با افراط چلتا پھرتا اڑتا ہے، جہاں چاہے سیر کرے۔ (بحوالہ کتاب الروح)

3- موت کے بعد شعور :

ابن ابی الدنیا 'کتاب القبور' اور امام عبدالحق 'کتاب العاقبة' میں ام المومنین حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کو جاتا ہے اور وہاں بیٹھتا ہے تو میت کا دل اس سے بہلتا ہے اور جب بات کرتا ہے تو مردہ اس کا جواب دیتا ہے۔'' (بحوالہ کتاب الروح)

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد نفس اور روح قائم و دائم رہتے ہیں اور آزادی سے کائنات میں گھومتے پھرتے ہیں۔ اپنے جسم کے ذرات (Atoms of Molecules)، خواہ وہ پانی میں گھل جائیں، مٹی میں مل جائیں، آگ میں راکھ ہو جائیں، جانوروں کی غذا بن جائیں، سے رابطہ استوار رکھتے ہیں۔ جدید سائنس کی بھی یہ دریافت ہے کہ عناصر اپنے اوپر گزرے ہوئے حالات کو یاد رکھتے ہیں۔ مثلاً فرانسیسی سائنسدانوں نے 1990 میں دریافت کیا کہ روشنی کے ذرات (Protons) اپنے منبع سے علیحدہ ہو کر بھی ایک دوسرے کو نہیں بھولتے۔ چیزوں کی ہیئت بدل سکتی ہے۔ لیکن یادداشت (Memory) ویسے ہی رہتی ہے۔ انسانی روح اور اسکے جسم کے ذرات کا بھی یہی حال ہے۔

4- مردہ کا زندہ کو سننا اور حساب کتاب :

مردہ کا قبر کے باہر لوگوں کو دیکھنا اور ان کی باتیں سننا مندرجہ ذیل واقعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے جو صحیح مسلم شریف کی روایت ہے۔ حضرت عمرو بن العاص نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے جو صحابی بھی ہیں، فرمایا کہ ''جب مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر تھم تھم کر، آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے گرد اتنی دیر ٹھہرے رہنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو، یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل کروں اور جان لوں کہ اپنے رب کے بھیجے ہوؤں کو کیا جواب دیتا ہوں۔'' (بحوالہ کتاب الروح)

5- مردوں کی روحوں کا زندہ لوگوں سے ملنا :

ابن ابی الدنیا بیہقی اور حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبداللہ بن سلام نے ایک دوسرے سے کہا کہ اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا پیش آیا۔ان کی یہ بات سنتے ہوئے ایک دوسرے صحابی نے پوچھا کہ کیا زندہ اور مردہ آپس میں ملتے ہیں،فرمایا ہاں! مسلمانوں کی روحیں تو جنت میں ہوتی ہیں اور انہیں اختیار رہتا ہے جہاں چاہیں جائیں۔ (بحوالہ کتاب الروح)

6- قبور میں مردوں کا زندہ لوگوں کو پہچاننا اور سلام کا جواب دینا:

ابن ابی الدنیا،بیہقی و ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ"جب آدمی ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے دنیا میں شناسائی تھی اور اسے سلام کرتا ہے تو میت سلام کا جواب دیتی ہے اور اسے پہچانتی ہے۔" (بحوالہ کتاب الروح)

7- موت کے بعد روح جنازہ کے ساتھ ساتھ جاتی ہے :

امام ابن ماجہ حضرت بسکہ بن عبداللہ مزنی سے راوی ہیں: مجھے حدیث پہنچی ہے کہ"جو شخص مرتا ہے اس کی روح ملک الموت کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔لوگ اسے غسل وکفن دیتے ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ اس کے گھر والے کیا کرتے ہیں،لیکن ان سے بول نہیں سکتا کہ انہیں شوروفریاد سے منع کرے۔جب جنازہ لے کر چلتے ہیں تو روح جنازے کے ساتھ چلتی ہے اور فرشتہ اس سے کہتا ہے کہ سن تیرے حق میں لوگ کیا کہتے ہیں۔" (بحوالہ کتاب الروح)

8- نیک آدمی کی روح کا خوشبودار لباس :

حضرت ابو ہریرہؓ مسلم شریف میں روایت کرتے ہیں کہ: ''جب مومن کی روح جسم سے جدا ہوتی ہے تو محافظ فرشتے اسے مقام علیین کی طرف لے کر چل پڑتے ہیں وہ اسے رحمت کے لباس میں لپیٹ لیتے ہیں جس سے خوشبوئیں پھوٹ پھوٹ کر نکلتی ہیں۔ یہاں تک کہ فرشتے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور مبارک مبارک کہتے آسمان کے دروازہ تک لے جاتے ہیں۔ وہاں آسمان کے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ یہ کس کی مبارک روح ہے جو اس قدر خوشبودار ہے۔ اس طرح وہ جہاں جہاں جاتے ہیں اس کا ایسے ہی استقبال کیا جاتا ہے۔ جہاں تک کہ وہ اسے مومنین کی روحوں کے پاس لے آتے ہیں اور وہ اسے دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، جس طرح سفر سے جب کوئی واپس آتا ہے تو اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں۔ وہ روحیں اس نئی آنے والی روح سے عالم شوق میں پوچھتی ہیں کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے؟ فلاں کا کیا حال ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں ابھی اس کو چھوڑو کہ اسے دنیا کے غم سے نجات مل جائے۔ پھر نئی آنے والی روح ان روحوں سے کہتی ہے کہ وہ تو مر چکا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں پہنچا۔ تو وہ روحیں جواب دیتی ہیں نہیں تو وہ کہتے ہیں، پھر تو جہنم میں چلا گیا اور اس پر افسوس کرتی ہیں۔ (بحوالہ مسلم۔المستدرک للحاکم)

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ جنگ بدر کے چند سال بعد صفرا کے مقام سے گزر رہے تھے۔ تمام صحابی حیران ہو گئے کہ ماحول میں خوشبو چھا گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ خوشبو کیسی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہید جناب عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کی روح ہم سب کو خوش آمدید کہہ رہی ہے کہ جناب عبیدہ رضی اللہ عنہ یہیں دفن ہیں۔

9- دیگر بزرگوں کے مشاہدات :

موت کے بعد روحانی حیات کے اوپر دیئے گئے چند واقعات کا تعلق حضور پاک ﷺ کے صحابہ کرام سے ہے لیکن ان کے بعد بھی مسلمان بزرگوں نے تواتر کے ساتھ اس مضمون کے حقائق پر بہت کچھ لکھا ہے۔

اس سلسلہ میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کا کام بڑا اہم اور جامع ہے انہوں نے اپنی کتاب روحوں کی دنیا میں عالم برزخ کی کئی سعید روحوں کے حالات لکھے ہیں۔ حضرت گنج بخش علی ہجویری کی کتاب ''کشف المحجوب'' میں بھی عالم برزخ میں کئی ایک اولیاء کرام کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ مشہور زمانہ سیاح ابن بطوطہ نے چودھویں صدی عیسویں میں اپنے سفرنامہ میں بھی کچھ بزرگوں کی روحوں کے بڑے حیرت انگیز واقعات بیان کئے ہیں وہ نہ صرف ان سے ملے بلکہ ان سے فیض بھی حاصل کیا اور بعض نے تو ان کی انتہائی مشکل حالات میں مدد بھی فرمائی۔ پاکستان کے معروف بیوروکریٹ اور مصنف مرحوم قدرت اللہ شہاب صاحب کی خودنوشت '' شہاب نامہ'' میں بھی مردہ نفوس کے متعلق بعض حیرت انگیز واقعات درج ہیں جو پڑھنے کے قابل ہیں جن میں سے بعض بھوتوں کے متعلق ہیں جو زمین پر حسرت و یاس میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

10- شہداء کے اجسام کی حفاظت :

اب ہم اس موضوع کی طرف آتے ہیں جس نے سائنسدانوں کو حیران کر دیا ہے۔ روسیوں اور امریکیوں نے افغانستان میں دورانِ جنگ دیکھا کہ مسلم شہداء میں بعض لوگ ایسے بھی تھے جن کے اجسام ہفتوں کیا مہینوں اور سالوں بھی خراب نہیں ہوتے جبکہ ان کے اپنے مرنے والے فوجیوں کی لاشیں بڑی جلد بو چھوڑ جاتی تھیں ۔ یہ ان کی سائنسی حس

کے لئے نہایت حیرت انگیز بات تھی اور اب وہ مادیات کی دنیا میں رہتے ہوئے ان واقعات پر تحقیقات کر رہے ہیں۔

میڈیکل مشاہدے کے مطابق عام طور پر موت کے بعد میت کا جسم چند دنوں میں خراب ہو جاتا ہے۔گرمی ہو تو ایک دن کے اندر اندر بو چھوڑ دیتا ہے،سردیوں میں چند دنوں کے بعد یہی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔قبر میں دفنانے کے بعد گلنے سڑنے کا عمل اور بھی تیز ہو جاتا ہے۔چند دنوں میں پیٹ پھول کر پھٹ جاتا ہے،دماغ کا مواد ناک اور کانوں کے راستے بہنا شروع ہو جاتا ہے۔آنکھیں ابل جاتی ہیں اور ہفتہ بھر میں سارے جسم میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور دو مہینوں تک جسم کا گوشت یا تو کیڑوں کے پیٹ میں چلا جاتا ہے یا مٹی کے مرکبات کے ساتھ مل کر مٹی ہو جاتا ہے۔بقیہ کاربن ڈائی آکسائیڈ،سلفر ڈائی آکسائیڈ، ہائیڈروجن سلفائیڈ اور پانی کے بخارات بن کر مٹی اور ہوا میں گم ہو جاتا ہے۔تین ماہ کے بعد انسانی جسم میں صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہتا ہے۔کچھ سالوں میں مٹی کے مرکبات اسے بھی کھا جاتے ہیں۔یوں آدمی کی مٹی زمین کی مٹی سے مل کر غائب ہو جاتی ہے۔غرض وہ جسم جس پر انسان اس قدر نازاں ہے جس کی خوبصورتی اور بناوٹ پر فخر کرتا ہے اور جس کی بالیدگی کے لئے زندگی خرچ کر دیتا ہے مرنے کے چند دن بعد وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ اگر کہیں خود وہ اپنے اس حال کو دیکھ لے تو بو کے مارے قریب نہ جائے اور کراہت سے بچنے کے لئے اسے دیکھنا بھی گوارا نہ کرے۔

ان حالات کے برخلاف شہداء کے اجسام کے بارے میں مشاہدات بالکل مختلف ہیں صدیوں بعد بھی وہ محفوظ دیکھے گئے ہیں۔سائنس کے لئے یہ بات چیلنج ہے کہ ان کے اجسام میں وہ کون سی چیز ہے اور وہ کون سی طاقت ہے جو انہیں صدیوں خراب نہیں ہونے دیتی

مغربی سائنس اس بات سے تو واقف ہے کہ کیمیکل دوائیوں کے ذریعہ سے جسم کو کچھ سالوں تک محفوظ کیا جاسکتا ہے۔مصر میں ملنے والی ممیات کے حنوط شدہ اجسام سے سائنس اس بات کی قائل بھی ہے کہ دوائیاں لگا کر خشک حالت میں ہزاروں سالوں تک جسم محفوظ کیے جاسکتے ہیں لیکن شہداء کا معاملہ تو بالکل ہی جدا ہے مثلاً جہاد افغانستان کے پہلے دور میں روسی حیران تھے کہ مجاہدین کے جسم موت کے بعد خراب کیوں نہیں ہوتے اور دوسرے دور میں امریکی اسی طرح پریشان ہیں ۔وہ بیچارے یہ نہیں جانتے کہ اسلام کی تو پوری تاریخ گواہ ہے کہ ایسے مشاہدات لاتعداد ہیں کہ مہینے ، سال تو کیا سینکڑوں بلکہ ہزاروں سالوں کے بعد بھی سعید روحوں کے جسم تر و تازہ پائے گئے ہیں ۔مثلاً 1950 کی بات ہے کہ اس وقت عراق کا حکمران شاہ فیصل اول تھا اور وزیر اعظم نوری السعید تھا ۔انہیں خواب میں دکھایا گیا کہ رسول خدا ﷺ کے دو صحابہ جن کی اس وقت قبریں دریا کے کنارے واقع تھیں ان میں طغیانی سے پانی چلا گیا ہے جس سے صحابہ کرام کو ناگواری ہوئی ہے۔جب تین دفعہ متواتر یہی خواب آیا تو علماء کے مشورہ سے قبریں کھود کر جگہ بدلنے کا پروگرام بنایا گیا ۔ طے یہ پایا کہ یہ کام حج کے سیزن کے ساتھ ہی ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ صحابہ کرام کے جنازہ میں شامل ہوسکیں ۔ پروگرام کے مطابق جب قبریں کھولی گئیں تو لوگوں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ صحابہ کے جسم تروتازہ تھے جیسے سو رہے ہوں۔ریڈیو اوراخبارات کے ذریعے بھی ان واقعات کی شہرت ہوئی ۔

اللہ تعالٰی کے رسول مقبول ﷺ کے صحابہ کرام جو شہید ہوئے ان کی شہادت کے واقعات اور مشاہدات احادیث کی مختلف کتابوں میں تفصیلاً دیئے گئے ہیں ۔انہیں میں سے غزوہ اُحد کے چند واقعات بطور مثال دیئے جاتے ہیں ۔

اللہ تعالٰی کے رسول مقبول ﷺ کے صحابہ کرام جو شہید ہوئے ان کی شہادت کے

واقعات اور مشاہدات احادیث کی مختلف کتابوں میں تفصیلاً دیئے گئے ہیں۔ انہیں میں غزوہ احد کے چند واقعات بطور مثال دیئے جاتے ہیں۔

بیہقی، ابن سعد اور ابو نعیم نے مختلف اسناد سے روایت کی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں پانی پہنچانے کیلئے ایک نہر نکالی گئی جو میدان اُحد میں سے گزرتی تھی جس کی وجہ سے بعض شہداء کی قبروں کو کھولنا پڑا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ میرے والد اس حالت میں پائے گئے کہ ان کا ہاتھ زخم پر رکھا ہوا تھا جب ہاتھ ہٹایا گیا تو زخم میں سے خون پھوٹ پڑا۔ پھر ہاتھ وہیں رکھ دیا گیا تو خون بند ہو گیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو قبر میں دیکھا تو ایسے تھے گویا سو رہے ہوں اور وہ چادر جس میں انہیں کفن دیا گیا تھا وہ بھی ویسی کی ویسی تھی اور وہ گھاس جو ان کے پیروں میں تھی بحال تھی حالانکہ انہیں دفن ہوئے چھیالیس سال بیت گئے تھے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک اور صحابی غالباً وہ حضرت حمزہ تھے ان کے ایک پیر پر پھاوڑا لگ گیا تو اس سے خون نکل پڑا ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ اس کے بعد شہیدوں کی حیات کا کوئی کیسے انکار کر سکتا ہے؟
(بحوالہ جمال الاولیا، اشرف علی تھانوی۔ صفحہ 64-63)

11- جدید دور کے واقعات:

پہلے بھی کہا جا چکا کہ شہداء کے اجسام کے محفوظ رہنے کے واقعات جہاد کشمیر، پاک بھارت جنگوں اور جہاد افغانستان میں بھی اکثر مشاہدہ میں آئے۔ (میجر (ر) میر افضل صاحب 1965ء پاک بھارت جنگ کے متعلق اپنی تاریخی یادداشتوں میں لکھتے ہیں کہ ان کے ماتحت لڑنے والوں میں سے دو شہداء عالم خان اور مبین خان کے جسم چھ ماہ بعد مٹی کے

کھودنے پر اصلی حالت میں پائے گئے۔ان کے ماتحت لیفٹیننٹ اختر شہید کا جسد خاکی بی آر بی نہر سے جنگ کے ایک ماہ بعد ایسی صحیح حالت میں ملا کہ کسی آبی جانور نے ان کے بدن کی بوٹی بھی نہ نوچی بلکہ قمیض کی جیب سے کاکول کا جاری کردہ موومنٹ آرڈر ایسی صحیح حالت میں ملا کہ سیاہی بھی پانی میں نہ گھلی۔(سبحان اللہ)

روس کے خلاف جہاد افغانستان میں ایک پاکستانی مجاہد جو آج کل اسلام آباد میں رہتے ہیں، نے مصنف کو حلفیہ بتایا کہ روسیوں کے خلاف لڑتے ہوئے ان کا ایک مومن ساتھی دشمن کے علاقہ میں شہید ہوگیا جب کوئی ڈیڑھ ماہ کے بعد مجاہدین غالب آئے اور شہداء کی میتوں کو ڈھونڈا گیا تو ہمارے لئے یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں تھی کہ اس جوان شہید کے زخم اس وقت بھی تازہ تھے اور جسم خوشبو سے معطر تھا۔

کچھ دوسرے مجاہدین نے مجھے بتایا کہ" دوران جہاد ایک جگہ دشمن کا گولہ پھٹا تو گڑھا پڑ گیا۔لوگوں نے دیکھا کہ گڑھے کے ایک طرف کافی نیچے کسی کی ٹانگ دبی ہوئی ہے جس سے خون بہہ رہا تھا،مجاہدین نے تجسس اور پہچان کے لئے بڑے آرام اور ادب سے جب زمین کو مزید کھودا تو وہاں گیارہ جنازے دفن پائے گئے اور سبھی کے سبھی تازہ حالت میں تھے درخت کی جڑ کی طرح کی کوئی چیز تھی جس سے رس ٹپک کر ان شہداء کے مونہوں میں گرتا تھا۔ ہمارے ایک ساتھی نے انگلی سے وہ رس چاٹ لیا اس کے فوری بعد اس کی زبان بند ہوگئی اور دماغ ماؤف ہوگیا اور وہ کچھ نہ کرسکا۔تحقیق پر بڑے بوڑھوں سے معلوم ہوا کہ یہ مجاہدین تھے جو انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔لیکن اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود بھی ان کے اجسام محفوظ تھے بلکہ ایک طرح زندہ تھے جن کو رزق مہیا کیا جارہا تھا"۔

پاکستانی انسٹیٹیوٹ آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی کے سائنسدان مرحوم ڈاکٹر محمد رفیق نے 1982ء میں مصنف کو حلفیہ طور پر بتایا کہ "1980ء کی بارشوں میں سیلاب کا پانی ان کے گاؤں کے قبرستان کو بہا کر لے گیا، سیلاب کے اس ریلہ میں ایک بزرگ کی لاش بھی تھی جو ایسے محفوظ پائی گئی جیسے اسی دن وفات ہوئی ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وہ صالح بندہ چالیس پچاس سال پہلے فوت ہوا تھا"۔

اسی طرح ٹی زیڈ فاروقی صاحب، سابق فنانس سیکرٹری گورنمنٹ آف پاکستان نے مجھے بتایا کہ "1965ء کی جنگ میں وہ چشم دید گواہ تھے کہ شہداء کو زمانہ جنگ میں امانت کے طور پر دفن کیا گیا تھا جب زمانہ امن میں ان کے جسم کو ان کے وارثوں تک پہنچانے کے لئے دوبارہ نکالا گیا تو وہ محفوظ تھے"۔

میرے محترم دوست پروفیسر ڈاکٹر احسان اکبر، جو اردو کے معروف شاعر بھی ہیں، نے اپنے شہید بیٹے کا واقعہ مجھے بتایا کہ "شہید پاکستان نیوی میں پائلٹ تھا۔ بڑا ہی متقی مسلمان تھا۔ 1998ء کی ایک ہوائی مشق میں ان کا جہاز مع ان کے بارہ ساتھیوں کے سمندر میں گر کر ڈوب گیا۔ یہ کیسے ہوا یہ تو ابھی تک ایک معما ہے۔ لیکن عام قیاس ہے کہ ہندوستان نے میزائل سے جہاز کو گرا دیا تھا۔ بہر حال تین ماہ کی بسیار تلاش کے بعد پاکستان نیوی نے اس ڈوبے ہوئے ہوائی جہاز کو سمندر سے ڈھونڈ کر نکال لیا"۔ اس وقت وہاں موجود لوگ حیران تھے کہ وہ پانی کے اندر تین ماہ سے مردہ حالت میں تھے اور سمندر میں گوشت خور مچھلیاں اور مگر مچھ وغیرہ بھی ہوتے ہیں لیکن شہداء کے اجسام بالکل صحیح حالت میں تھے۔ خود ان کا اپنا بیٹا پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھا ہوا پایا گیا۔ جسم بالکل نرم و نازک اور صحیح حالت میں تھا، چنانچہ ان کو نکال کر سیدھا کیا گیا وہ آرام سے ایسے لیٹ گئے جیسے ابھی ابھی فوت ہوئے ہوں"۔

میرے ایک اور محترم دوست نوید ظفر مرحوم جو پاکستان ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر ریٹائر ہوئے، نے بڑے وثوق سے اپنے دفتر میں 1965ء کی جنگ کے ایک میجر صاحب کے حوالہ سے بتایا کہ "سیالکوٹ سیکٹر میں ان کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی، جنگ بند ہونے کے تقریباً دو ماہ بعد جب ہندوستان نے پاکستانی شہداء کی نعشوں کو ہمارے حوالہ کیا تو وہ خراب نہیں تھیں جب کہ انڈیا کے مردوں کی لاشیں تعفن چھوڑ چکی تھیں۔

1999-2001ء کے دوران افغانستان میں اپنے سفروں کے دوران مصنف کو شہداء کے حالات کے بارے میں تحقیق کا شوق ہوا اور سائنسی انداز میں صحیح صحیح مشاہدات کو اکٹھا کرنا شروع کیا۔ جب میں نے واقف حال لوگوں سے حلفیہ طور پر چشم دید واقعات کے متعلق پوچھا تو نہایت ایمان افروز واقعات سامنے آئے، مثلاً مولانا سعید الرحمان حقانی صاحب، جو طالبان کی حکومت میں نائب وزیر صنعت تھے، نے بتایا کہ "میں روسیوں کے خلاف ننگر ہال کے علاقہ میں مجاہدین کا کمانڈر تھا۔ ہمارا ایک الجزائری نوجوان ساتھی نہایت متقی اور باعمل مسلمان تھا۔ وہ ایک صبح میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ "یا شیخ! انشاءاللہ، آج میں شہید ہو جاؤں گا، میری قبر کسی اونچی پہاڑی پر بنانا۔ بالکل یہی ہوا عصر کے قریب وہ روسیوں کے ایک گولہ کی زد میں آکر شہید ہو گیا، چونکہ حالت جنگ تھی اور وہاں مسلسل گولہ باری ہو رہی تھی اس لیے ہم نے انہیں اسی جگہ دفن کر دیا جہاں وہ شہید ہوئے تھے۔ پھر وہاں سے مجاہدین کو پسپائی ہو گئی۔ اگلے سال جب ہم نے دوبارہ روسیوں سے وہ علاقہ چھین لیا تو پھر شہید کی خواہش کے مطابق ان کو کسی اونچی پہاڑی پر دفن کرنے کے لئے ان کی قبر کو کھودا۔ شہید بالکل تازہ حالت میں تھا، خون بھی خشک نہیں ہوا تھا اس کے جسم کا لباس بھی ویسے ہی تھا جیسے دفن کیا تھا۔"

کابل میں ایک الیکٹریکل انجینئر عبدالجلیل صاحب نے مجھے بتایا کہ ”میں جہاد کے دوران میں اپنے علاقہ میں روسیوں کے خلاف لڑتا تھا میں چشم دید گواہ ہوں کہ ہمارے شہداء کے جسم خراب نہیں ہوتے تھے۔ یہ بات ہمارے لیے بڑی ایمان افروز اور حوصلہ کا باعث تھی۔ بعد میں روسی ہمارے شہداء کی میتوں پر کیمیکل پھینکنے لگے جس سے جسم کے اجزاء گل جاتے تھے لیکن بو پھر بھی نہیں آتی تھی۔ البتہ روسی مردے ایک دو دن میں تعفن چھوڑ دیتے تھے۔“

مصنف نے خود ستمبر 2000 ء میں قندھار کے قریب ایک قبرستان دیکھا جسے قبرستان صالحین کا نام دیا گیا تھا، وہاں 300 کے قریب دشت زہرا کے شہداء دفن ہیں۔ ان قبروں پر ان مظلوم شہداء کے کپڑے، پگڑیاں، سوئیٹر وغیرہ بھی رکھے تھے۔ انہیں میں ایک قبر پر خون آلود کپڑے تھے۔ خون اگرچہ خشک تھا لیکن میری حیرانی کی کوئی حد نہیں کہ کئی سال بعد بھی یہ خون خوشبودار تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو بھی اس کا مشاہدہ کروایا۔

ان واقعات اور بے شمار مشاہدات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف شہداء بلکہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے مرتے نہیں بلکہ گہری نیند میں چلے جاتے ہیں جہاں ان کو سانس لینے کی ضرورت نہیں لیکن ان کے جسمانی خلیات اپنی تازگی برقرار رکھتے ہیں اور قیامت تک ویسے ہی رہیں گے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ البتہ ہم نے دیکھا ہے کہ سائنسی عملوں سے جو لاشیں محفوظ کی جاتی ہیں وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد گل سڑ جاتی ہیں۔ انہیں میں سے ایک چین کے چیئرمین ماؤ کی مثال ہے۔ مصنف نے 1992 ء میں ان کا جسم کیمیکل مرکبات سے محفوظ دیکھا لیکن اگلے سال وہ وہاں نہیں تھا۔ پوچھنے پر پتا چلا کہ وہ گلنے سڑنے لگا تھا اس لیے وہ سائنسی عملوں کے لئے لیبارٹری بھیج دیا گیا ہے۔

- -

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے اجسام کو کیوں اور کیسے محفوظ رکھتا ہے؟ یہ اسی کے راز ہیں کچھ کہنا صرف قیاس ہے۔میرا اپنا یہ خیال ہے کہ چونکہ ایسے عظیم لوگوں کے نفوس آزاد ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ کر دیتا ہے کہ اپنے اجسام کو گلتا سڑتا دیکھ کر ان کی دل شکنی نہ ہو۔اسی ضمن میں بھی میرا یہ خیال ہے کہ ان روحوں کا اپنے پرانے جسم کے ساتھ رابطہ قائم رہتا ہے یعنی ان کا عکس ان اجسام پر پڑتا ہی رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ ایک خاص طرح کی زندگی سے لطف اندوز رہتے ہیں اور گلنے سڑنے سے محفوظ رہتے ہیں اگر چہ ان کی یہ زندگی دنیاوی حیات سے بالکل مختلف ہے لیکن شعور سے خالی نہیں ہے (واللہ اعلم بالصواب)

دعائے مغفرت

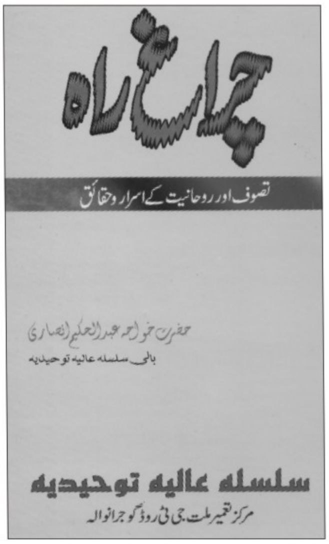
گوجرانوالہ سے بھائی محمد ریاض صاحب کے والد

ڈسکہ سے بھائی سکندر حیات کی اہلیہ

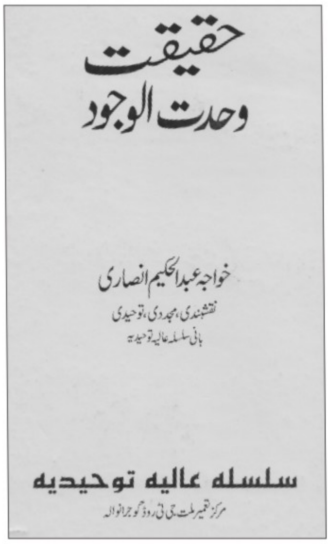
بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِعونَ)

مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

بانی سلسلہ عالیہ توحیدیہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کی شہرہ آفاق تصانیف

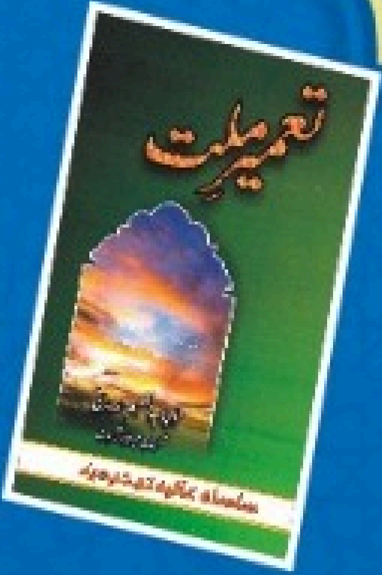


کتاب ہذا بانی سلسلہ خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ کے خطبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے سالانہ اجتماعات پر ارشاد فرمائے اسمیں درج ذیل خصوصی مسائل پر روشنی ڈالی گئی۔ سلوک وتصوف میں ذاتی تجربات ،مرشد کی تلاش کے دس سالہ دور کا حال۔ زوال اُمت میں اُمراء ،علماء،صوفیاء کا کردار۔ علماء اور صوفیاء کے طریق اصلاح کا فرق۔ تصوف خفتہ اور بیدار کے اثرات اور تصوّف کے انسانی زندگی پر اثرات۔ سلسلہ عالیہ توحیدیہ کے قیام سے فقیری کی راہ کیونکر آسان ہوئی۔

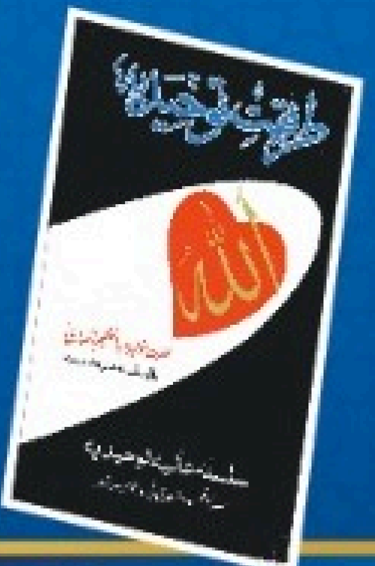


وحدت الوجود کے موضوع پر یہ مختصر سی کتاب نہایت ہی اہم دستاویز ہے۔ مصنفؒ نے وحدت الوجود کی کیفیت اور روحانی مشاہدات کو عام فہم دلائل کی روشنی میں آسان زبان میں بیان کر دیا ہے۔ آپ نے جن دیگر موضوعات پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں:۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نظریہ وحدت الشہود، انسان کی بقاء اور ترقی کیلئے دین کی اہمیت اور ناگزیریت، بنیادی سوال جس نے نظریۂ وحدت الوجود کو جنم دیا اور روحانی سلوک کے دوران بزرگان عظّام کو ہو جانے والی غلط فہمیاں۔

سلسلہ توحیدیہ کی مطبوعات



قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں کی بے مثال ترقی اور موجودہ دور میں زوال و انحطاط کی وجوہات، اسلامی تصوف کیا ہے؟ سلوک طے کرنے کا عملی طریقہ، سلوک کا ماحصل اور سلوک کے ادوار، ایمان محکم کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ عالمِ روحانی کی تشریح، جنت و دوزخ کا محل وقوع اور ان کے طبقات کی تعداد، انسانی روح کی حقیقت کیا ہے؟ روح کا دنیا میں آنا اور واپس کا سفر، اسلامی عبادات، معاملات، اور اخلاق و آداب کے اسرار و رموز اور نفسیاتی اثرات، امتِ مسلمہ کے لئے اپنے کھوئے ہوئے مقام کے حصول کیلئے واضح لائحہ عمل۔



یہ کتاب سلسلہ عالیہ توحیدیہ کا آئین ہے۔ اس میں سلسلے کی تنظیم اور عملی سلوک کے طریقے تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ جو لوگ سلسلہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں انہیں یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے۔ حضرت خواجہ عبدالحکیم انصاریؒ نے تصوف کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فقیری کا مکمل نصاب اس چھوٹی سی کتاب میں قلم بند کر دیا ہے۔ اس میں وہ تمام اوراد و اذکار اور اعمال و اشغال تفصیل کے ساتھ تحریر کر دیے ہیں جس پر عمل کر کے ایک سالک اللہ تعالیٰ کی محبت، حضوری، لقاء اور معرفت حاصل کر سکتا ہے۔

Reg: CPL - 01
Website www.tauheediyah.com